جملہ امراض کا واحد نسخہ قرآنی امام کی زبانی

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا

کھاؤ۔ پیو۔ اور زیادہ نہ کھاؤ

طب الصادقؑ

از

آقائے نصیر الدین امیر صادقی تہرانی

مترجمہ

مولانا السید علی حسن اختر صہبا امروہوی

ناشر

(۷۸۶)

تاریخِ اشاعت ..... مارچ ۱۹۹۸ء
تعدادِ اشاعت ..... ایک ہزار (۱۰۰۰)
طابع .... سندھ آفسٹ پرنٹرز
قیمت ....
کتابت .... سید محمد حسن عسکری زیدی نادم ایرانی

تصدیق نامہ

میں نے کتاب "طبّ الصادق" مترجم نامی سید علی حسن اختر صاحب میں آیاتِ قرآنی کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا، اب میں تصدیق کرتا ہوں کہ ان آیاتِ قرآنیہ کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

حافظ محمد یٰسین
امام نایاب مسجد
ڈاکخانہ کراچی ۱۲

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ	نمبرشمار	عنوان	صفحہ
۱۔	مصرعۂ تاریخ۔	۶	۱۲۔	اطباءِ اسلامی۔	۱۸
۲۔	پیش لفظ۔	۷	۱۳۔	امام جعفر صادقؑ در عصرِ منصور۔	۱۸
۳۔	پیش گفتار۔	۹	۱۴۔	اصلِ کلام۔	۱۹
۴۔	طبیب کون ہے؟	۹	۱۵۔	مختصر آیت میں کُل طبّ۔	۲۰
۵۔	امامؑ رہبرِ دین اور رہنمائے ارواح ہے۔	۱۱	۱۶۔	پیغمبرِ اسلامؐ۔	۲۱
۶۔	ارشادِ امام رضاؑ۔	۱۲	۱۷۔	ارشاداتِ رسولؐ۔	۲۲
۷۔	اسلام و تندرستی۔	۱۳	۱۸۔	ارشاداتِ علیؑ ابن ابیطالبؑ۔	۲۴
۸۔	کیا انسان آزاد پیدا ہوا ہے؟	۱۵	۱۹۔	ارشادِ رسولؐ۔	۲۵
۹۔	مقدمہ تالیف کتاب۔	۱۶	۲۰۔	اقوالِ امیرالمومنینؑ۔	۲۶
۱۰۔	تاریخ آغازِ طبّ۔	۱۷	۲۱۔	داستانِ طبّی امیرالمومنینؑ۔	۲۶
۱۱۔	طبّ درمیان عرب۔	۱۸	۲۲۔	داستان دیگر۔	۲۹
			۲۳۔	دورِ ترقیِ علمی۔	۳۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۴-	معارفِ آئمہ از کتب	۳۲	۳۸-	ضعفِ بدن -	۵۰
	غیر نیست -		۳۹-	برص -	۵۱
۲۵-	طبِ ہندی -	۳۳	۴۰-	ضعفِ چشم -	۵۱
۲۶-	گفتگو امام صادق علیہ السلام	۳۴	۴۱-	زکام -	۵۱
	باطبیبِ ہندی -		۴۲-	شدتِ بول -	۵۱
۲۷-	انسانی جسم میں ہڈیاں	۳۸	۴۳-	قلتِ نسل -	۵۲
	کتنی ہیں؟		۴۴-	ضعفِ باہ -	۵۲
۲۸-	دورانِ خون -	۴۰	۴۵-	خواص سبزی ہا -	۵۲
۲۹-	ہم کس طرح دیکھتے اور	۴۱	۴۶-	پیاز -	۵۲
	سنتے ہیں؟		۴۷-	سیر (لہسن) -	۵۳
۳۰-	حدیثِ ہلیلہ -	۴۱	۴۸-	بادنجان (بینگن) -	۵۳
۳۱-	محلِ حدیث -	۴۲	۴۹-	ترب (مولی)	۵۳
۳۲-	جواب -	۴۲	۵۰-	کدو -	۵۴
۳۳-	ذکرِ بعض معالجاتِ آئمہ -	۴۸	۵۱-	کاسنی -	۵۴
۳۴-	دردِ سر -	۴۸	۵۲-	خواص بعض میوہ جات -	۵۴
۳۵-	زہریلے بخارات -	۴۹	۵۳-	سیب -	۵۴
۳۶-	باری کا بخار -	۵۰	۵۴-	گلابی امرود	۵۵
۳۷-	اسہال و دردِ شکم -	۵۰	۵۵-	انار -	۵۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۶-	انجیر -	۵۵	۷۰-	پاکیزگی دست ہا -	۶۲
۵۷-	خرما -	۵۶	۷۱-	نزدیکی بازنان -	۶۲
۵۸-	انگور -	۵۶	۷۲-	طبابتِ روحی -	۶۲
۵۹-	بنیادِ طب -	۵۷	۷۳-	پیغمبرِ اسلام -	۶۴
۶۰-	طبیب صرف بیمار کے	۵۷	۷۴-	عصر امام جعفر صادق -	۶۴
	دل کو خوش کرتا ہے -		۷۵-	نمونہ طبِ روحی حضرت	۶۵
۶۱-	چند آئینِ طب -	۵۸		امام جعفر صادق -	
۶۲-	حفظ سلامتی بدن -	۵۹	۷۶-	غضب، غصہ -	۶۵
۶۳-	زیادہ پانی پینے کا نقصان	۶۰	۷۷-	دروغ، جھوٹ -	۶۷
۶۴-	آدابِ غذا خوردن -	۶۰	۷۸-	رشک -	۶۸
۶۵-	راہِ رفتن بیمار -	۶۱	۷۹-	تکبر یا بزرگ نمائی	۶۹
۶۶-	خواب و آسائش -	۶۱	۸۰-	حرص -	۶۹
۶۷-	چار مفید علاج -	۶۱	۸۱-	وعدہ خلافی	۷۰
۶۸-	آدابِ حمام -	۶۱	۸۲-	جنگ و جدال -	۷۱
۶۹-	میانہ روی در خوراک -	۶۲		(تمت)	

مصرعۂ تاریخ

علاجِ جسم و جاں کی فکر لا حاصل سے کیا حاصل
امام جعفرِ صادق کی جب تصنیف ہے کامل

۱۴۰۱ھ

پیش لفظ

اپنی پچاس پچپن سال کے تعلیمی کی خوشگوار دَور کے بعد بیکار زیستن سے باکار زیستن کو ترجیح دے کر قدرت کے عطا کردہ چند آخری لمحات کو آخرت کی یاد میں گذارنے کے لئے دینی تصنیفات میں وقت گذاری کا شوق پیدا ہوا۔ اپنی بے بضاعتی اور بے مائگی کے پیش نظر۔ حدیث کساء و معجزہ جناب سیدۂ طاہرہ (سلام اللہ علیہا) و معجزہ مولائے کائنات پدر بزرگوار حسنین علیہم السّلام اور بعض اَدعیہ کا اُردو و فارسی منظوم ترجمہ کیا۔ اس کے بعد اپنے ذہین و دیندار طلباء و طالبات کے لئے ایک کتاب مجالس (فاطمہ کا چاند) بعدہٗ (ذکرِ معصومؑ) پھر خطباتِ راشدہ نامی ایک منظوم کتابچہ۔ اور ترجمہ خروج مختارؑ پیش کیا گیا۔ بعض کتابوں کے تین تین ایڈیشن نے قارئین کے بیداریٔ احساس کا ثبوت دیا۔ ہمت بڑھی حوصلہ اُبھرا، اور ایک عالم جلیل مقدّس جن کا لقب ہی مُقدّس اُسا دبیلی پڑ گیا، کی نادر کتاب حدیقۃ الشّیعہ کا بڑی محنتِ شاقّہ سے چار سو صفحات کا ترجمہ کیا۔ کتابت ابھی چند صفحات کی ہوئی تھی کہ زمانہ نے رنگ بدلا، کتاب کے ترمیم و اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔ ابھی نظر ثانی کی نوبت نہ آئی تھی کہ میرے ایک دیرینہ کریم فرما سیّد ثامن حسین صاحب نے مجھے ایک کتاب لاکر دی (طبّ الصّادقؑ)

اور ترجمہ کی فرمائش کی۔ یہ کتاب ایران میں چھپی ہے اور بہت عجیب کتاب ہے۔ صادقِ آلِ محمدؐ نے طبِ جسمانی اور طبِ روحانی پر اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ تاریک قلوب نورِ ایمان سے نہ صرف منور ہو جاتے ہیں بلکہ بیساختہ ایمان پکار اٹھتا ہے کہ بیشک یہ قولِ امام ہے۔ کتاب کی غیر معمولی افادیت سے اردو طبقہ کی محرومیت پر رحم آیا۔ دِل نے باوجود شکستگی ترجمہ پر مجبور کیا۔ بعض احباب سے مشورہ لیا میرے علم دوست محترم بزرگ الحاج سید نیاز احمد صاحب قبلہ نے ہمت کو عرش پر پہونچایا اور ترجمہ شروع ہو کر بحمد اللہ اختتام کو پہونچا۔ مجھے یقین ہے کہ مومنین و قارئین پڑھیں گے اور پسند ہی نہیں، وجد فرمائیں گے۔

میں اپنے اس ترجمہ کی ادنیٰ خدمت کو اپنے صادق پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں برائے شفاعت خود و والدین و فرزند بطور ہدیہ پیش کر رہا ہوں اور صادقِ آلِ محمدؐ سے نگاہِ کرم کا امیدوار ہوں اور مومنین با تمکین سے دعائے مغفرت کا طلبگار۔

"احقر الزمن"

سید علی حسن عفی عنہ

پیش گفتار

استاد دانشمند بزرگ آقائی نصیر الدین صادقی تہرانی

طبیب کون ہے؟

جو طبابت اس کتاب میں موضوعِ گفتگو ہے اس سے وہ طبابت مقصود ہے جس میں جسم و روح دونوں کے عوارض سے بحث ہوتی ہے۔ اس لئے کہ آدمی دو چیزوں "روح اور جسم" سے مرکب ہے اور ہر ایک کی سلامتی اور بیماری ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے لہٰذا انسان صحیح و سالم وہ ہے جو دونوں حیثیت سے سلامتی رکھتا ہو۔

اگر کوئی حقیقی طبیب ہونا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ بذریعہ معالجہ انسانیت کی خدمت انجام دے تو اُس کو جسم و روح دونوں کا طبیب ہونا چاہیئے یعنی رنج و غم و اندوہ روحانی کا بھی معالج ہو جس طرح عوارضات جسمانی کا جو طبیب روحانی علاج سے ناواقف ہے اگر وہ امراض روحانی کا مسہل سے علاج کرے گا تو ظاہر ہے کہ مریض کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ یا مثلاً فکر و خیال ناراحتی

رُوح کی وجہ سے اگر کسی کو نیند نہیں آتی اور پریشان ہے تو اس کو خواب آور گولیاں کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ بجز تھوڑے سُلا دینے کے۔ اِسی طرح اگر بےخوابی اَمراض جسمانی کی وجہ سے ہے۔ تو روحانی علاج اور پند و نصائح مفید، اس کو کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے۔ لہٰذا طبیب کامل اور حاذق وہی ہو سکتا ہے جو جسمانی اور روحانی تمام اَمراض اور ان کے علاج سے واقف ہو اور اَیسا طبیب سوائے برگزیدگانِ خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

اِسلام میں روح و بدن اگرچہ دو جدا گانہ چیزیں ہیں لیکن ایسے لازم ملزوم ہیں کہ ایک کی سلامتی دوسرے کی سلامتی پر موقوف ہے۔ اِسلام کے رہبر پیشواؤں نے آپ کو طبیبِ روحانی کی صورت میں اگرچہ پیش کیا مگر وہ طبیبِ جسمانی بھی تھے۔ ان کے طبیبِ جسمانی ہونے کا ایک یہ نمونہ ہی ثبوت کے لئے کافی ہے کہ انھوں نے پاکیزگی و طہارتِ بدن کے لئے وضو غسل اور تیمم مختلف نجاستوں سے پاک ہونے کو لازمی قرار دیا۔ تاکہ اعضاءِ ظاہری گرد و غبار سے آلودہ ہو کر مُضرِ صحت نہ بنیں۔ اَنبیاء جو اِنسانیت کی فلاح و بہبود کے رہبر بن کر آئے۔ اُنکا اصلی مقصد صرف یہی تھا کہ اِنسان کو آموزگارِ اَخلاق و دین بن کر رُوحانیت کے اِرتقائی منازل طے کرائیں۔ کیونکہ انسان اگرچہ جسم و رُوح کا مرکب ہے لیکن درحقیقت اِنسانیت روح کا نام ہے اور جسم ایک آلہ رُوح ہے۔

انبیاء نے سلامتیِ بدن کی طرف توجّہ صرف اس حد تک دی ہے کہ صحتِ جسم، صحتِ رُوح کا باعث بن کر روحانی منازل طے کر سکے۔

درحقیقت اَنبیاءؑ اَطباءِ اَرواح و عقول ہیں کیونکہ عقل و دِل بھی

جسم کی طرح بیمار ہوتے ہیں۔ پیغمبرِ اِسلام کا قول (ارشاد) ہے۔ اِنّ ھٰذہ القلوب تمل کما تمل الابدان۔ یعنی یہ دل بھی بدن کی طرح بیمار ہوتے ہیں۔ علی ابن اَبیطالب علیہ السّلام کا اِرشاد ہے۔ بدن کی چھ حالتیں ہیں: صحت، مرض، خواب، بیداری، موت اور حیات۔ اور اِسی طرح رُوح کے واسطے صحت اس کا یقین ہے۔ مرض شک یا تردید ہے۔ خواب اِسکی غفلت ہے، بیداری توجّہ ہے۔ موت نادانی ہے۔ حیات دانش ہے۔

اِمام رہبرِ دین و رہنماءِ اَرواح ہے

اگرچہ اس کتاب میں طبِّ جسمانی حضرت امام صادق علیہ السّلام سے بحث کی گئی ہے لیکن مقصودِ امامؑ بھی یہی ہے کہ تن آلہ کارِ رُوح ہے، رُوح کے کارفرمائی کے لئے جسم کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ تاکہ رُوح اور عمل میں اِرتباط قائم رہے ورنہ دین کی طبابت کا مقصد عقل کی سلامتی ہے۔ کیونکہ اِنسان کا مکلّف ہونا عقل پر موقوف ہے۔ اور عقل ہی کی وجہ سے اِنسان اشرف المخلوقات ہے۔ اِس لئے وہ معالجات جو عقل کو ضعیف یا فنا کر دیتے ہیں، اِسلام میں وہ موت کے مساوی ہیں۔ دین اجازت نہیں دیتا کہ انسان مر جائے اگرچہ ایک لحہ ہی کی موت ہو یعنی عقل جو حیات ہے اِس کو زائل کر دے۔ اسی لئے اِسلام شراب و قمار اور ہوس رانیوں کے خلاف ہے کیونکہ یہ دشمنِ عقل یعنی دشمنِ حیات ہیں۔ قرآن ایک سفرنامہ روحِ اِنسانی ہے اور ایک وہ رَسّی ہے کہ جس نے اس کو

مضبوط پکڑ لیا وہ آسمانِ عقل و خرد پر جا پہونچا اور معارف و علوم کا عالم ہو گیا مگر ہر شئے کے علم کے لئے "حواسِ خمسہ" کی ضرورت ہے پیغمبرِ اسلام کا ارشاد ہے۔ من فقد حسًا فقد علمًا یعنی جس نے ایک حِس ضائع کر دی ایک حصّہ علم کا ضائع کر دیا۔ لہٰذا جس قدر جسم صحیح اور سالم تر ہوگا "حواس خمسہ" بھی کامل تر ہوں گے اور اُن کے معلومات بھی زیادہ ہوں گے۔

جو پیغمبر علمِ طب سے ناواقف ہے وہ تربیتِ روح کے فرائض بھی انجام نہیں دے سکتا اور جو کتاب صحّتِ جسمانی کی ضامن نہیں وہ رُوح کی تربیت میں بھی قاصر رہے گی۔ خدا نے ہرگز ایسا پیغمبر اور ایسی کتاب نازل نہیں فرمائی ہے۔

ارشاد حضرت امام رضا علیہ السّلام

ہر درد کی شفا قرآن میں ہے۔ قرآن سے شفا چاہو۔ جس کو قرآن سے شفا حاصل نہ ہو اُس کو کوئی چیز شفا نہیں دے سکتی۔

یہ بے شک خدا کی کتاب "ہُدیٰ" ہے۔ یہ نسخۂ شفا ہر مرض کی دوا ہے انسان اگر سوچے اور غور کرے تو اس میں روحانی نسخوں کے ساتھ ساتھ صحتِ جسمانی کی ضروریات وابستہ نظر آتی ہیں جہاں نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، کے شربتِ رُوح افزا کا ذکر ہے وہاں نماز کی فضیلت میں یہ بھی حکم ہے کہ مساجد میں ادا کرو تاکہ ہر قدم پر روحانی ارتقاء کے ساتھ جسمانی چہل قدمی بھی ہو کر معاون صحتِ جسمانی ہوتی رہے۔ مسجد میں حضورِ معبود نماز کی ادائیگی کے ساتھ جہاں روحانی قربت

حاصل ہو، وہاں قیام و رکوع و سجود کے حکم سے ورزشِ جسمانی کی رعایت بھی نسخہ میں رکھ دی گئی۔

قرآن جہاں نیک اعمال اور مفید اشیاء کا حکم دیتا ہے وہاں مُضر افعال اور مُضر اشیاء کو ممنوع قرار دے کر روح اور جسم دونوں کی صحت کا خیال رکھتا ہے اگر صحت روح کے لئے نماز کا حکم دیا گیا ہے تو مُضرِ صحت شراب سے بار بار منع فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۹۰ و ۹۱، اور سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۱۹، میں ارشاد ہوتا ہے "اے ایمان والو شراب، قمار اور مجسّمہ وغیرہ شیطانی کاموں میں سے ہیں، پس ان سے دُور رہو، شاید نجات پالو۔ بیشک شیطان چاہتا ہے کہ شراب و قمار کے ذریعہ تم میں باہم دشمنی کرے اور تم کو یادِ خدا اور نماز سے باز رکھے۔ کیا تم ایسے مرد ہو کہ ہوا و ہوس سے منہ موڑ کر پرہیزگار بن جاؤ۔"

سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"یہ لوگ "شراب و قمار" کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دو کہ دونوں میں بڑا نقصان اور فائدہ ہے مگر فائدہ سے کہیں زیادہ نقصان ہے۔"

أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ کے ساتھ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى بھی ہے۔

آج مدہوشان و مئے نوشانِ مغرب بھی چلّا رہے ہیں کہ شراب کے وقتی اور تھوڑے سے فائدہ میں سیکڑوں رُوحانی اور جسمانی قابلِ نفرت مہلک امراض پوشیدہ ہیں۔ یہ جہاں تھوڑی دیر کو خواب آور گولی کی طرح یا عمل جراحی میں جسم کو بے حس کر کے سکون بخش نظر آتی ہے اور عقل و خرد، ہوش و حواس کو زائل کر کے انسان کو حیوان بنا دیتی ہے، وہاں بے شمار امراض کا غمناک پیغام میخوار کیواسطے

اپنے ساتھ لاتی ہے۔ ضعفِ باہ، ضعفِ اعضاء، سِل، اَمراضِ سوداوی اور دِق وغیرہ وغیرہ کا واحد سبب یہی بادۂ بدبخت ہے یہی عقل و خرد پر پردہ ڈالکر بیگانوں کو یگانہ اور اپنا ہمراز دکھلاکر رازِ سربستہ کو ظاہر کردیتی ہے اور یگانوں کو بیگانہ دکھلاکر باپ سے بیٹے کو کبھی قتل کرادیتی ہے۔ بلکہ شرابی کے مُضر اثرات نسلاً بعد نسلٍ اولاد کو وراثتاً پہونچتے ہیں۔

کتاب وسائل الشّیعہ (جلد دوم) میں صادق آلِ محمّد (امام جعفر صادق علیہ السّلام) نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی لڑکی شراب خوار کو دی اس نے قطع رحم کیا ـــــ شاید مراد یہ ہے کہ اس نے دختر کی نسل ہی کو منقطع کردیا۔ حِلْیَۃُ الْمُتَّقِیْن میں ہے کہ اپنی اولاد کے لئے، شراب پینے والی اور سؤر کا گوشت کھانے والی "دایہ" مت مقرر کرو کہ اُسکا دودھ اُس بچہ میں بھی اثر انداز ہوگا۔

اِسلام و تندرستی

ہر شخص اِس کو تسلیم کرتا ہے کہ سب سے ضروری اور لابدی چیز تندرستی کے لئے اطمینانِ قلب و سکونِ دِل ہے۔ لہٰذا تندرستی کے لیئے سکونِ قلب جب ضروری ہوا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ سکونِ قلب یا اُمنیت کِس طرح حاصل ہو سکونِ قلب اُسی کو حاصل ہوسکتا ہے جو اپنے مرض کو اور صحت کو خدا کی طرف سے جانے اور اس پر اعتقاد کامل رکھتا ہو۔ چنانچہ خدا خود فرماتا ہے۔ کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط ایسے مریض کو اگر دُنیا کے تمام اطبّاء جواب

الرعد آیت نمبر ۲۸۔

اور ڈاکٹر جواب دے دیں تو پھر بھی وہ زندگی سے مایوس نہیں ہوتا اور اسکو یہ یقین ہوتا ہے کہ خدا اسکا مددگار رہے، اسی کے ہاتھ سے شفا ہے۔ (سورۂ الرعد آیت ۲۸)۔

کیا انسان آزاد پیدا ہُوا ہے؟

ہاں یہ درست ہے کہ انسان آزاد پیدا کیا گیا ہے مگر کس حد تک؟ کیا آزادی کے یہ معنی ہیں کہ اگر انسان چاہے تو وہ ایک درخت بار آور پھل پھول لانے والا بن جائے؟ یا اگر چاہے تو کبوتر کی طرح فضا میں پرواز کرتا پھرے؟ یا مچھلیوں کی طرح ہمیشہ پانی میں زندگی بسر کرے؟ ہرگز ایسا نہیں، بلکہ اُس حدود میں جس میں اس کو خدا نے قدرت دی ہے، آزاد ہے اور انسان کو صرف اسی آزادی سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے، جو اللہ نے اُسے عطا کی ہے، قدرتِ انسان کو اپنے ایک بنائے ہوئے قانون کے دائرہ میں آزاد رکھنا چاہتی ہے، قانونِ قدرت اجازت نہیں دیتا کہ انسان جو چاہے وہ کرتا پھرے۔ وہ اپنے مال و متاع کو بے جا بے مصرف صَرف نہیں کرسکتا۔ ہر قسم کی اچھی بُری بات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ ہر قسم کی غذا اور ہر طرح کا لباس بھی اپنی رائے سے نہیں کھا اور پہن سکتا۔ اس کو حق نہیں کہ وہ دوسروں پر دست درازی یا دوسروں کی حق تلفی کرسکے۔ دوسروں کا کیا ذکر وہ خود اپنے کو بھی تلف نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ خدا نے اس کو عقل عطا کی ہے۔ اور عقل ایک شترِ بے مہار کیلئے مہار اور نکیل کا کام کرتی ہے۔ لہٰذا انسان آزاد ہوتے ہوئے مقیّد اور مقیّد ہوتے ہوئے آزاد ہے۔

مقدمۂ تالیفِ کتاب

ہزاروں حمد و سپاس اُس خدا کی جو دونوں جہان کا پروردگار ہے اور بیشمار درود و سلام اس کی برگزیدہ مخلوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور ان کی آلِ پاک پر۔

صادقِ آلِ محمدؐ، امام جعفر صادق علیہ السّلام کی سوانح حیات پر قلم اٹھانے والے کے واسطے انتہائی آسانی اس لئے ہے کہ آپؑ کی ذات جامع الصّفات، حامل الانواع، علوم و معارف، علم و حکمت، فلسفہ و ادب، تمام فضائلِ انسانیت اور مکارمِ اخلاق کی بدرجہ اتم حامل ہے۔ تو مؤرخ یا شاعر آپ کی جس صفت کا ذکر کرے یا جس عنوان پر قلم اٹھائے بے تامّل مضامین کے دریا بہا سکتا ہے۔ بنا بریں میری آتشِ شوق نے چاہا کہ میں بھی اس نورِ الٰہی کی روشن و تابناک زندگی پر جو شکستہ زندگیوں کو زندگی بخش اور مافوق البشر حیات ہے، کچھ لکھوں۔ مگر حیران تھا کہ ایسے جامع الفضائل کی کون سی فضیلت اور ایسے مجمع الصّفات کی کون سی صفت کا بیان کروں، سوچا کہ اس بحرِ بیکراں میں غوّاصی اور میدان لاانتہا میں جولانی مشکل و دشوار ہے نہ لکھوں یا نہ لکھوں، تو کہاں سے ابتداء کروں، اور کون سے دروازہ سے داخل ہوں،

بالآخر یہ طے کیا کہ فی الوقت بنہایت مختصر بیان تاریخِ طبِّ عرب کا کیا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ یہ بچّہ گہوارۂ نشو و نما سے چل کر کس طرح سرزمینِ عرب اور اس ماحول میں سرحدِ جوانی تک پہونچا، اور کس طرح آغوشِ اسلام میں پرورش پاکر عقلِ سلیم اور تجربۂ مستقیم کی مدد سے ایک رہبرِ کامل اور ہادیِ عاقل بنا۔ لہٰذا طبِ امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ذکر صرف اس لئے کیا گیا کہ قارئین اسکو پڑھ کر بہ حدِ بصیرت امامِ عالی مقام کی روحانیت کے بلند مقام کا کچھ اندازہ لگا سکیں، اور علمِ لدنّی کی کچھ جھلکیاں دیکھ سکیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ یہ علم امام درسی و کسبی نہ تھا بلکہ وہبی اور صرف وہبی تھا، جو امام کو وراثتاً اپنے آبائے کرام اور اجدادِ عظام سے اور انکو نبیِّ خیرالانام سے اور نبیؐ کو جبرئیل نیک نام سے، اور جبرئیل کو کلام لاکلام سے عطا ہوا تھا۔

تاریخ آغازِ طبّ

علمِ طب کے آغاز و ابتداء کے بارے میں اقوالِ عقلاء مختلف ہیں۔ بعض مورّخین نے اس علم کی ایجاد کا سہرا اکمل الانبیاء کے سر باندھا ہے۔ بعض مورّخ جادوگروں کو اس کا موجد بتلاتے ہیں۔ بعض کاہنانِ مصر کو اور اکثر نے حکماء و فلاسفۂ یونان کو علمِ طب کا موجد اور بانی بتلایا ہے۔

طب درمیان عرب

اہلِ عرب نے فارس و روم کے ہمسایہ ممالک سے طبّ کو حاصل کیا، اور سب سے پہلا طبیب عرب میں ابنِ خدیم ہوا وغیرہ وغیرہ

اطبائے اسلامی اسلام میں سب سے پہلا طبیب خالد ہوا پھر یکے بعد دیگرے نوبت جرجیس تک پہنچی، جس نے بغداد میں رہ کر اکثر سریانی کتب کا عربی میں ترجمہ کیا، اور بغداد میں امراضِ جسمانی کے علاج میں نمایاں شہرت حاصل کی۔ اکثر اہلِ دانش کو طبیب بنایا، لیکن یہ کتاب جو ہم پیش کر رہے ہیں۔ یہ اقتباس اور اختصار ہے رہنمائے طبِّ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں احادیث صحیح نقل کی گئی ہیں۔ علمِ طبّ کے عمدہ اور بے بہا مطالب ہیں وہ مناظرات ہیں جو امام اور حریفانِ امام میں پیش آئے ہیں اور وہ دلائل ہیں جن سے امام کا علمی و طبّی مقام روشن و منور ہوتا ہے۔

امام جعفر صادق درعصر منصور

امام علیہ السلام کی عدالت زمانۂ منصور دوانقی میں اہلِ فضل و فضیلت کا مرکز اور دانش و حکمت کی ایک [illegible] تھی۔

تشنگانِ معرفت آپ کے دریائے علوم سے سیراب ہوتے اور مشتاقانِ اسرار و حکمت رازہائے سربستہ کو اپنے کانوں سے سنتے تھے۔ کتابِ توحید مفضل اور بعض مناظرات امام جو اطبائے معصر سے ہوئے وہ آپ کے مقام علمی اور حکمت تک پہونچنے کے لئے کافی و وافی ہیں۔ اُن رموز و اسرار کا جن کا انکشاف آپ نے اس وقت فرمایا، آج بھی کافی زمانہ گذر جانے کے بعد عصرِ حاضر کو اس کے اعتراف پر مجبور کر رہا ہے۔

اصلِ کلام کتاب مقدس یعنی قرآن خدا کے مقدس و برگزیدہ شخص یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ضروریات و لوازم حیاتِ انسانی کلیتہً اس میں جمع کر دی گئیں۔ مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا (الکہف آیت ۴۹) ہر چھوٹی اور بڑی چیز ایسی نہیں جو اس میں جمع نہ کر دی گئی ہو —— یہ کتاب ہر زمانہ کے ضروریات اور ہر دَور کے لوازمات ماضی، حال اور مستقبل سب کو اندر لئے ہوئے ہے۔ یہ ہر وقت کے لئے ایک مکمل قانون اور ہر مرد کے لئے ایک مصلح آئین ہے۔ اس خالقِ کُل نے جو دلِ ہر ذرّہ اور نفسِ ہر جان سے واقف ہے۔ اس کتاب کو اپنے راست گو ترین پر برائے سعادتِ انسانی نازل فرمایا، تاکہ گمراہانِ حقیقت کو اس کتابِ ہدایت کے ذریعہ راہِ راست پر لگا کر رحمت خداوندی کا مستحق بنائے۔ لہٰذا خالقِ حقیقی پر یہ لازم تھا کہ اس کتاب میں فلاحِ انسانی کے ہر گوشہ پر روشنی ڈالے تاکہ انسان اپنے ہر وظیفہ کو ادا کر سکے۔

قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت ہے۔ اس میں علم و دانش کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ جو ارشاداتِ آسمانی پر مشتمل ہیں جن کو سوائے خدا اور راسخون فی العلم کے جو چیراغِ ہدایت ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ (النحل، آیت نمبر ۸۹)۔

"راسخون فی العلم" وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے رموز و اسرارِ قرآنی سے واقف کیا ہے اور ان کو تمام مخلوق پر ترجیح دی ہے، اور یہی وہ لوگ ہیں جو راہِ سعادت و رحمت کے رہبر ہیں۔ کیونکہ تکالیفِ قرآنی اور فرائض آسمانی صرف صاحبانِ عقل کے لئے مخصوص ہیں اور عقلِ سالم کے لئے بدنِ سالم کی بھی نہایت ضرورت ہے تو لطفِ پروردگار کا مقتضا یہ تھا کہ وہ اس کتاب میں صحت و سلامتیِ جسم کا بھی بند و بست فرمائے تاکہ انسان اپنے فرائض کو بخیر و خوبی انجام دے سکے۔ چنانچہ قرآن صحتِ بدن اور سلامتیِ جسم کا بھی اسی طرح ذکر کرتا ہے جس طرح صحتِ روح کا۔ یعنی قرآن مجموعہ ہے طبِّ روحانی اور طبِّ جسمانی کا ـــــ قرآن نے طبِّ جسمانی کے اس اصول کو جسکو حکمائے سابقہ نے از ابتدائے تخلیق تا ایندم اصل اصولِ طبِّ جسمانی قرار دیا ہے بلکہ یہ اصول تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ صرف تین لفظوں میں بیان کرکے دریا کو کوزے میں سما دیا ہے۔

مختصر ترین آیت میں کُل طِبّ :- (سورۂ اعراف آیت ۲۹ میں)

ارشاد ہوتا ہے وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ[1] یعنی کھاؤ، پیو،

[1] سورۂ الاعراف آیت نمبر ۳۱

اور اسراف نہ کرو ـــــ تمام اطبا و بعد تحقیقاتِ علمی اور آزمائشِ طولانی اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ صحت و سلامتیِ بدن کا انحصار کھانے اور پینے میں میانہ روی پر ہے۔ اگر اعتدال کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو افراط و تفریط یقینی جسم کی خرابی اور بیماری کا سبب ہوگی۔ لہٰذا یہ چھوٹی سی آیت وہ مرکز اور محور ہے جس پر طبِّ جسمانی کے تمام اصول گھوم رہے ہیں۔ طِبّ کا پہلا اور سب سے مقدم مسئلہ ہی یہ ہے کہ تمام بیماریاں اور عوارضِ معدہ سے شروع ہوتے ہیں معدہ کی خرابی ہی یعنی پُرخوری معمول سے زیادہ کھا لینا ہی انسان کو بیمار کرتا ہے لہٰذا قرآن نے نسخہ تجویز کیا۔ وَكُلُوْا کھاؤ۔ وَاشْرَبُوْا۔ پیو۔ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ[1]۔ اسراف نہ کرو یعنی زیادہ نہ کھاؤ۔ اعتدال کو پیشِ نظر رکھو۔

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

علمِ طِبّ کے متعلق فرمانِ رسُول بہ کثرت ہیں جو سلامتیِ روح کے ساتھ سلامتیِ بدن کے بھی ضامن ہیں، ارشادِ ختمی مرتبت ہے :-

رَاوِحِ الْقُلُوْبَ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ ط یعنی ہر چند لحظہ کے بعد دل کو آرام و راحت پہونچاؤ ـــــ تمام خوب و بد اثرات کا باعث انسان کا دل ہے۔ دل کی سلامتی پر تمام اعضا کی سلامتی موقوف ہے۔ اور بیماریِ دل تمام اعضا کی بیماری کا واحد سبب ہے۔ لہٰذا سلامتی اور صحت کا بہترین اصول دل کو خوش رکھنا ہے۔ ایک فلسفی کا مقولہ ہے کہ فسادی بیماری کا

[1] سورۂ الاعراف آیت نمبر ۲۹

بہترین علاج ہے۔ خوشی انسان کو اپنی طرف متوجہ کرکے اِنسان کو ہزاروں بیماریوں سے نجات دِلا دیتی ہے۔

اِرشادِ رسولؐ { کُلّ لھو باطل الا ثلث۔ تادیب المرء للفرس ورمیہ عن قوسہ وملاعبۃ امرأتہ فانّھا حق ط

یعنی ہر بازی ناجائز ہے مگر تین :- (۱) تربیتِ اسپ (۲) تیر اندازی (۳) تفریح بازنان۔

ہر شخص کے نزدیک بازی و تفریح انسانی صحّت و سلامتی کے لئے ضروری ہے۔ کوئی دل کو خلافِ شرع اَشیاء سے خوش کرتا ہے۔ اور شراب نوشی اور قمار بازی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض عقل و دین سے کام لے کر عقل و دین کی بنائی ہوئی تفریحات کو اختیار کرتا ہے اور جانتا ہے کہ انسان صرف کھیل کود کے لئے ہی پیدا نہیں کیا گیا۔ فرمانِ پیغمبرِ اسلامؐ کے مطابق ان تین چیزوں میں سے کسی ایک یا سب کو اختیار کرتا ہے۔ بازی با اَسپ یعنی گھڑ دوڑ جو دلکو بھی خوش کرتی ہے اور گھوڑے کو تربیت دیکر قابلِ جنگ و جدل بناتی ہے ۲۔ تیر اندازی تفریح کا سبب بھی بنتی ہے۔ اور میدانِ جنگ میں بھی کام آتی ہے ۳۔ تفریح بازنان باعثِ نشاط بھی ہے۔ اور موجبِ افزائشِ نسل۔

اِرشادِ رسولؐ :- المعدۃ بیت کُلّ داءٍ والحمیۃ رأس کُلّ دواءٍ ط

یعنی شکم ہر بیماری کا گھر ہے، اور پرہیز ہر علاج کا راز ہے ـــــ اطبّاء اور عقلاء کے نزدیک بھی ہر بیماری کی جڑ پُرخوری اور ناسازگار اَشیاء ہیں۔

ضرب المثل ہے کہ بیماریوں کا باپ کوئی بھی ہو لیکن بیماریوں کی ماں یقینی غذائے ناسازگار ہے لہٰذا کھاتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کون سی غذا مُفید اور سازگار ہے۔ غذا کے رنگ، لذّت اور مزہ کے دھوکے میں نہ آنا چاہیئے کسی نے خوب خوب کہا ہے کہ انسان کا مُنھ، شاید پیٹ سے بھی بڑا ہے جو اس قدر کہا جاتا ہے کہ ظرف یعنی پیٹ سما نہیں سکتا۔

اِرشادِ رسولؐ { اعط کُلّ بدن ما عودتہٗ ط

یعنی بدن کو اپنی عادی چیزوں سے کامیاب بناؤ ـــــ اِنسان ان مفید چیزوں میں سے بھی جس کا وہ عادی ہو گیا ہے استعمال کرے اس لئے کہ انسان اپنی زندگی کے کاموں میں سے جس چیز کا عادی ہو جاتا ہے وہ اسکے لئے آسان تر ہو جاتے ہیں اسی لئے عادی غذا اس کے لئے آسان اور زود ہضم ثابت ہوگی۔ البتہ اگر ناسازگار غذاؤں کا عادی ہو گیا ہے تو ان کو بہ تدریج ترک کرنے کی اِنتہائی کوشش کرے۔

اِرشادِ رسولؐ { لا تکرھوا مرضاکم علی الطعام فانّ اللّٰہ یطعمھم ویسقیھم ط

یعنی اپنے بیماروں کو ان کی خواہش کے خلاف کھانے پر مجبور نہ کرو کیونکہ ان کو خدا کِھلاتا اور پلاتا ہے۔

بیمار کو غذا سے پرہیز طبیعت کے خدمات میں سے بڑی خدمت ہے۔ اِس لئے کہ وہ مواد فاسدہ جو جسم میں جم کر بیماری کا باعث بنا ہے وہ نہ کھانے کی وجہ سے جل کر فنا ہو جائے ـــــ معدہ ضعیف میں ثقیل غذا ہرگز نہ پہونچانی چاہیئے کیونکہ غذا ہضم نہ ہونے کی وجہ سے شکم میں سڑ کر مختلف مُہلک اَمراض سرطان وغیرہ کا سبب بنتی ہے، اور اکثر و بیشتر امراض بے اِشتہا غذا کھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کی طویل عمر ہوئی ہے وہ اکثر پرہیزگار اور کم خوراک تھے۔

اِرشادِ علیؑ ابنِ ابیطالب

لاتمیتوا القلوب بکثرۃ الطّعام والشّراب فانّ القلوب تموت کما یموت الزّرع اذا کثر علیہ الماء ؕ یعنی اپنے دلوں کو زیادہ کھانے پینے کی طرف مائل نہ کرو تمہارے دل ایک مزروعہ زمین کے مانند ہیں جس میں اگر حد سے زیادہ پانی دیا جائے تو زراعت کو بجائے فائدہ کے نقصان دیتا ہے بلکہ زراعت ہی کو ختم کر دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر امیر المومنینؑ اپنے فرزند کو رازِ حکمت سے مطلع فرماتے ہیں :۔

اَمیرَ المومنین :۔

اَے میرے فرزند، کیا چار باتیں مَیں تمہیں ایسی تعلیم نہ کروں جو تمہیں علمِ

طِب سے بے نیاز کر دیں۔

فرزند :۔ والدگرامی ضرور فرمایئے۔

اَمیرَ المومنین :۔ سُنو اور یاد رکھو!

۱۔ دسترخوان پر اُس وقت تک ہرگز مت بیٹھو جب تک اِشتہا کامل نہ ہو۔
۲۔ اور دسترخوان سے فوراً کھڑے ہو جاؤ جب ایک لقمہ کی ابھی اِشتہا باقی ہو۔
۳۔ غذا کو خوب چبا کر کھاؤ۔ ۴۔ جب بسترِ خواب پر جاؤ تو خیال رکھو کہ شکم طعام سے پُر بار نہ ہو۔ اگر اِس پر عمل کروگے تو کسی طبیب کے محتاج نہ ہوگے۔

اِرشادِ دیگر

من اراد البقاء ولا بقاء فلیباکر الغذاء ولیوخر العشاء ولیقل غشیان النّساء ولیخفف الرّداء الدّین ؕ یعنی اگر کوئی شخص چاہے کہ ہمیشہ زندہ رہے۔ (اگرچہ بقا سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں) یعنی اگر چاہے کہ عمر طولانی ہو۔ تو صبح کا کھانا جلدی کھائے اور شام کا کھانا دیر میں، اور ہم بستر کم ہو قرض سے سُبکدوش ہو۔

اِرشادِ رسولؐ

اپنی بیماریوں کا علاج کرو اس لئے کہ خدا نے کوئی مرض ایسا نہیں دیا جس کی دوا نہ پیدا کی ہو مگر موت جس کا کوئی علاج نہیں۔ نیز فرمایا جس نے بیماری خلق کی اُس نے علاج بھی پیدا کیا ہے۔ اور بہترین علاج حجامت۔ فَصد۔ اور کالا دانہ ہے۔ پھر اِرشاد فرمایا کہ بخار کی حرارت کو پانی سے سرد کرو جب آپؐ کو کبھی بخار آجاتا تو آپؐ اپنے ہاتھ پانی میں ڈال لیتے۔ یہ بارہا کا تجربہ ہے کہ بخار کے مریض کو پانی ہاتھ پر ڈال لینے

سے آرام ہوگیا ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی اور اندرونی بیماری میں مبتلا نہ ہو بلکہ بہتر یہ ہے کہ "گلِ خطمی" کو پانی میں جوش دے کر سرد کرکے اُس میں ہاتھ اور پاؤں ڈالے جائیں۔

اَقوالِ اَمیرالموٴمنین

{ اَلعلم علمان۔ علم الابدان وعلم الادیان ط

(۱) عِلم دو ہیں :۔ بدن کا عِلم اور دِین کا عِلم۔

(۲) عِلم چار ہیں :۔ عِلم فقیہہ (برائے حفظِ دین) عِلم طِبّ (برائے علاج ومعالجہ) عِلم نحو (برائے آداب وگفتگو) عِلم نجوم (برائے شناختن بعض اَوقات)۔

(۳) بخار کی حرارت کو "گلِ بنفشہ" اور آبِ سرد کے ذریعہ دور کرو۔

دَاستانِ طبّی اَمیرالمومنینؑ

قضایائے اُمیرالمومنینؑ میں سے صِرف دو قضیئے یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔ جن کو علماءِ فریقین نے نقل کیا ہے۔ اَسعد ابنِ ابراہیم اَردبیلی مالکی جو علمائے اَہلسنّت سے ہیں، وہ عمّار ابنِ یاسر اور زید ابنِ اَرقم سے روایت کرتے ہیں کہ اَمیرالمومنین علیؑ ابنِ ابیطالب ایک روز ایوانِ قضا میں تشریف فرما تھے۔ ہم سب آپؑ کی خدمت میں موجود تھے کہ ناگہاں ایک شور وغُل کی آواز سُنائی دی۔ اَمیرالمومنینؑ نے عمّار سے فرمایا کہ باہر جاکر اِس

فریادی کو حاضر کرو۔ عمّار کہتے ہیں، مَیں باہر گیا اور ایک عورت کو دیکھا جو اونٹ پر بیٹھی فریاد کر رہی تھی۔ اور خدا سے کہہ رہی تھی۔ اے فریاد رس بیکساں! مَیں تجھ سے انصاف طلب ہوں اور تیرے دوست کو تجھ تک پہونچنے کا وسیلہ قرار دے رہی ہوں۔ مجھے اس ذلّت سے نجات دے اور تو ہی عزّت بخشنے والا ہے۔

مَیں نے دیکھا کہ ایک کثیر جماعت اونٹ کے گرد شمشیر برہنہ جمع ہے۔ کچھ لوگ اس کی موافقت اور حمایت میں اور کچھ اس کی مخالفت میں گفتگو کر رہے ہیں۔ مَیں نے اُن سے کہا، امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب کا حکم ہے کہ تم لوگ ایوانِ قضا میں چلو۔ وہ سب لوگ اس عورت کو لے کر مسجد میں داخل ہوئے۔ ایک مجمع کثیر تماشائیوں کا جمع ہوگیا۔

امیرالمومنین کھڑے ہوگئے۔ اور حمد وثنائے خدا وستائشِ محمدِ مصطفٰیؐ کے بعد فرمایا: بیان کرو کہ کیا واقعہ ہے اور یہ عورت کیا کہتی ہے۔ مجمع میں سے ایک شخص نے کہا، یا اَمیرالمومنینؑ! اِس قضیہ کا تعلق مجھ سے ہے۔ مَیں اِس لڑکی کا باپ ہوں، عرب کے نامی گرامی معزز و متموّل مجھ سے اِسکی خواستگاری کرتے تھے مگر اس نے مجھے ذلیل کردیا۔ اَمیرالمومنینؑ نے لڑکی کی طرف "رُخ" کیا اور فرمایا کہ جو کچھ تیرا باپ کہتا ہے کیا یہ سچ ہے؟ لڑکی روئی اور چلّائی، یاحضرت! پروردگار کی قسم مَیں اپنے باپ کی بے عزّتی کا باعث نہیں ہوئی ہوں، بوڑھا باپ آگے بڑھا اور بولا یہ لڑکی غلط کہتی ہے۔ یہ بے شوہر قانونی کے حاملہ ہے۔ اُمیرالمومنینؑ لڑکی کی طرف متوجّہ ہوئے اور

فرمایا کہ کیا تو حاملہ نہیں ہے اور کیا تیرا باپ جھوٹ بول رہا ہے۔ آقا یہ سچ ہے کہ میں شوہر نہیں رکھتی لیکن آپ کے حق کی قسم، میں کسی خیانت کی مرتکب نہیں ہوں — پھر امیرالمومنین نے کوفہ کی ایک مشہور "دایہ" کو بلوایا اور کہا اس کو پسِ پردہ لے جاکر جائزہ لو اور مجھے صحیح حالات سے مطلع کرو۔

"دایہ" لڑکی کو پسِ پردہ لے گئی بعدِ تحقیق خدمتِ امیرالمومنین میں نہایت حیرت سے عرض کرنے لگی۔ مولا! یہ لڑکی بے گناہ ہے کیونکہ "باکرہ" ہے کسی مرد سے ہمبستر نہیں ہوئی مگر پھر بھی حاملہ ہے۔

امیرالمومنین لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک برف کا ٹکڑا کہیں سے لا سکتا ہے۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ ہمارے شہر میں اس زمانہ میں بھی برف بکثرت ملتا ہے مگر اس قدر جلد تو وہاں سے نہیں آسکتا ———!

امیرالمومنین نے بہ طریقِ اعجاز ہاتھ بڑھایا اور قطعہ برف ہاتھ میں تھا۔ "دایہ" سے فرمایا کہ لڑکی کو مسجد سے باہر لے جاؤ اور ظرف میں برف رکھ کر لڑکی کو برہنہ اس پر بٹھا دو اور جو کچھ خارج ہو مطلع کرو۔ "دایہ" لڑکی کو تنہائی میں لے گئی، برف پر بٹھایا، تھوڑی دیر میں اس سے ایک سانپ خارج ہوا۔ "دایہ" نے لے جاکر امیرالمومنین کو دکھلایا۔ لوگوں نے جب دیکھا تو بہت حیران ہوئے۔ پھر امیرالمومنین نے لڑکی کے باپ سے فرمایا کہ تیری لڑکی بے گناہ ہے۔ کیونکہ ایک کیڑہ تالاب میں اس کے نہاتے وقت "داخلِ رحم" ہوگیا۔ جس نے اندر ہی اندر پرورش پاکر یہ صورت اختیار کی۔

(یہ تھی بغیر ایکسرے کے طبیب روحانی و جسمانی کی مکمل تشخیص۔)

داستانِ دیگر

اس واقعہ کو یافعی نے اپنی مشہور کتاب "روضۃ الریاحین" میں صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے —— "ایک مرتبہ امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابیطالب، بصرہ کی ایک شاہراہ سے گذر رہے تھے دیکھا ایک مقام پر کثیر مجمع ہے اور لوگ جوق در جوق چلے آرہے ہیں، آپ بھی بڑھے اور دیکھا کہ مجمع کے درمیان ایک خوش پوش، خوش رُو جوان ہے۔ لوگ شیشیوں میں کوئی اپنا خون، کوئی اپنا ادرار (پیشاب) لئے اس کو دکھلا رہے ہیں۔ وہ ہر ایک کو اس مرض کے مطابق دوا تجویز کر رہا ہے۔ لوگوں سے معلوم ہوا کہ یہ بڑا مشہور و معروف حاذق طبیب ہے۔ امیرالمومنین آگے بڑھے، سلام کیا، اور فرمایا! کیا دردِ گناہ کی بھی کوئی دوا آپ کے پاس ہے؟

طبیب :- (بغور دیکھ کر بولا) گناہ بھی کوئی درد یا بیماری ہے؟

امیرالمومنین :- نے فرمایا، ہاں۔ گناہ بڑی مہلک ترین بیماری ہے۔

طبیب :- تا دیر سر جھکائے سوچتا رہا، بعد تامل کہا۔ اگر گناہ بیماری ہے تو کیا کوئی اس کا علاج آپ کے پاس ہے؟

امیرالمومنین :- بیشک میں گناہ کا علاج جانتا ہوں اور درد کی دوا رکھتا ہوں۔

طبیب :- ذرا میں بھی سنوں کہ اس کی کیا دوا ہے۔ اور کون سا نسخہ ہے جس کے ذریعہ آپ اسکا علاج کرتے ہیں۔

اُمیرالمؤمنین :۔ (طبیب سے فرمایا) اچھا اُٹھو اور آؤ، ذرا میرے ہمراہ "باغِ ایمان" میں چلو، وہاں پہونچکر "نیت کے درخت کے کچھ "ریشے"۔ دانۂ پشیمانی قدرے۔ برگِ تدبّر قدرے۔ تخمِ پرہیزگاری قدرے۔ ثمرِ فہم قدرے۔ شاخہائے یقین قدرے۔ مغزِ اخلاص قدرے۔ پوستِ سعی قدرے۔ بیخِ محبّت تواضع مختصراً اور توبہ کا پچھلا حصّہ لو۔

ترکیب :۔ اِن سب دواؤں کو باہوش وحواس اِطمینانِ قلب سے توفیق کے ہاتھوں اور تصدیق کی اُنگلیوں سے تحقیق کے پیالہ میں ڈالو، اور آنکھوں کے پانی میں بھگو دو۔ کافی دیر کے بعد پھر سب کو اُمید کی پتیلی (دیگچی) میں ڈال کر شوق کی آگ میں جوش دو۔ اِس قدر کہ مادۂ فاسدہ فنا ہوجائے اور خالص چیز رہ جائے۔ اِس کے بعد تسلیم و رضا کی طشتری میں رکھ کر توبہ و استغفار کی پھونکوں سے ٹھنڈا کرو۔ پھر اسے ایسی جگہ بیٹھ کر جہاں سوائے خدا کے اور کوئی نہ ہو۔ پی لو" ——— یہ ہے وہ دوا جو گناہ کے درد کو دفع اور معصیت کے زخموں کو بھر دیتی ہے۔ پھر کوئی درد یا زخم کا اثر باقی نہیں رہتا ——— طبیب یہ سُن کر حیران ہوگیا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر وہ آگے بڑھ کر اَمیرالمؤمنین کے قدموں پر گر گیا۔

پیغمبرِ اسلام خاتم المرسلین جو اپنی زمانۂ حیات با برکات میں اَمراضِ روحانی وجسمانی کے حقیقی طبیب تھے جب بہ اشارہ حبیبِ محبوب بزمِ لاہوتی کی طرف مائل ہوا تو لطفِ خداوندی کا تقاضہ ہوا کہ اپنے بندوں کو

بلے سرپرست نہ چھوڑے، چنانچہ غروبِ آفتاب سے قبل ہی چاند ستارہ بھی روشنی کا اِنتظام فرمایا تاکہ بندوں کے روحانی اور جسمانی اَمراض کا مداوا ہوتا رہے، ہر دَور کے اِسلامی دانشوروں نے ائمۂ طاہرین کے طبّی فرمان کو بھی کتابی صورت میں اکثر پیش کیا ہے اَز آں جملہ طبّ النبیؐ۔ طبّ الرضاؑ۔ طبّ الائمۂؑ ہے جس میں "طبّ الرضاؑ" زیادہ معروف ہے۔ جو امام علی رضا علیہ السّلام نے مامون رشید (خلیفۂ بنی عباسیہ) کی خواہش پر تحریر فرمائی جس کو مامون نے سونے کے پانی سے لکھوایا جس کی وجہ سے کتابچہ رسالہ ذہبیہ نام پایا۔

مامون کے دَور میں اگرچہ مشہور و معروف اَطبّاء موجود تھے۔ مگر مامون رشید ہمیشہ امام علی رضا علیہ السّلام کی طرف رجوع کرتا۔

دورِ ترقّیٔ علمی

امام جعفر صادق علیہ السّلام کے زمانے کو علمی اِرتقاء اور ترقی کا زمانہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ عوام وخواص ہر ایک اس زمانے میں تحصیلِ علم کی طرف متوجّہ تھا۔ اور اس زمانے کا ماحول کافی اَسرارِ قرآنی کی تبلیغ اور انکشاف کے لئے سازگار رہا۔ اِس علمی ماحول ہی کی وجہ سے امام کو اسرارِ علومِ دینی کے حتیّ الوسع انکشاف کا موقع ملا۔ آپ کے حکیمانہ کلمات علمی و طبّی نظریات اور دینی بیانات کی پُرجوش نہر تھی جو تشنگانِ معرفت کو سیراب

کرتی چلی جا رہی تھی۔ تشنگانِ دانش اور بیمارانِ جہل دُور دُور دراز سے آتے اور جہالت کی بیماری سے شفایاب ہوتے۔ مورّخین آپ سے روایت کرتے اور دانشور کتابی صورت میں آپ کے فرمودات جمع کرتے تھے حتّٰی کہ حفّاظ اور محدّثین جب کچھ بیان کرتے تو حوالہ دیتے کہ امام جعفر صادقؑ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اب ہم آپ کے دریائے حکمت کے چند قطرے اور گلستانِ طبّ کے پھول نہایت اختصار سے پیش کر رہے ہیں۔

مُعارفِ اِمام اَز مکتبِ غیر نسیت

جو لوگ عرب کے ماحول اور عرب کی تاریخ سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ معارف و علوم امام آپؑ کے ہمعصر عقلاء کی تعلیمات سے بالکل مختلف ہیں لہٰذا ظاہر ہوا کہ آپؑ نے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ کسی اُستاد کے سامنے زانوئے اَدب تہہ کیا۔ آپؑ کا علم علمِ نبوّت کا ایک پرتو ہے جس کا اصل سرچشمۂ وحی اور پیغامِ خداوندی ہے۔ اسی سرچشمہ اور علمِ نبوّت کا دھارا حضرت علی علیہ السّلام ہیں جن سے فرزند بہ فرزند امام جعفر صادق علیہ السّلام تک یہ فیضانِ وحی پہونچتا ہے۔ مختصر یہ کہ معارفِ جعفری، اسرارِ قرآنی کا ایک راز۔ انوارِ نبوّت کا ایک نور۔ فیضانِ امامت کا ایک روشن فیض ہے۔

اَب ہم اپنے دعوے کے ثبوت میں حضرت امام جعفر صادقؑ کے

کچھ طبّی مناظرات نقل کر رہے ہیں اور فیصلہ قارئین و ناظرین کی عقلِ سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

طِبّ ہندی

طبِّ ہندی "تمام بیماریوں کی جڑ اور اصل کثافتِ خون کو ٹھہراتی ہے اور مُصَفّیِ خون اَدویہ سے اس کا علاج کرتی ہے۔ بیماریاں اگرچہ مختلف ہوتی ہیں مگر وہ صرف تصفیۂ خون سے سب کا علاج کرتی ہے۔ اَطبّاءِ ہندی مادۂ فاسد سے قطع نظر کر کے تصفیۂ خون کی کوشش کرتے ہیں۔ کثیف خون کی کثافت کے دُور کرنے کی طرف تو متوجّہ نہیں ہوتے بلکہ تازہ اور نیا پاک خون پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ـــــ طبِّ ہندی میں پرہیز زیادہ تر فاقہ کی صورت میں ہے۔ مگر اسلام میں پرہیز صرف ان چیزوں سے ہے جو مضر ہوں۔

گفتگوئے امام صادقؑ با طبیبِ ہندی

امامؑ جب منصور کے دربار میں پہونچے تو وہاں ایک طبیب ہندی تھا ایک کتاب طبِّ ہندی منصور کو پڑھ کر سُنا رہا تھا، آپ بھی بیٹھ کر خاموشی سے سُننے لگے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپؑ کی طرف متوجّہ ہوا اور منصور سے پوچھا "یہ کون ہیں" منصور نے جواب میں کہا "یہ عالمِ آلِ محمّدؐ ہیں۔ طبیب پھر آپؑ سے مخاطب ہوا اور بولا "آپ بھی اس کتاب سے کچھ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں" آپؑ نے فرمایا "نہیں" اُس نے کہا "کیوں؟" آپ نے فرمایا جو کچھ

میرے پاس ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔ اس نے کہا" آپ کے پاس کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہم گرمی کا سردی سے اور سردی کا گرمی سے۔ رطوبت کا خشکی سے اور خشکی کا رطوبت سے علاج کرتے ہیں۔ اور جو کچھ رسُول خدا نے فرمایا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور انجام کار خدا پر چھوڑتے ہیں طبیب ہندی نے کہا وہ کیا ہے ؟

امؑام :۔ فرمودہ رسُول یہ ہے کہ شکم پر بیماری کا گہرا اثر ہوتا ہے اور پرہیز ہر بیماری کا علاج ہے جسم جس چیز کا عادی ہو گیا ہو اُس سے اُس کو محروم نہ کرو۔

طبیبِ ہندی :۔ مگر یہ چیز طِبّ کے خلاف ہے۔

امؑام :۔ شاید تمہارا یہ خیال ہے کہ مَیں نے یہ علم کتاب سے حاصل کیا ہو۔

طبیب :۔ اس کے علاوہ بھی کیا کوئی صورت ہے۔

امؑام :۔ مَیں نے یہ علم سوائے خدا کے کسی سے حاصل نہیں کیا۔ لہٰذا بتلاؤ ہم دونوں میں کس کا علم برتر و بُلند ہے۔

طبیب :۔ کیا کہا جائے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ شاید مَیں آپ سے زیادہ عالم ہوں۔

امؑام :۔ اَچھا میں تم سے کچھ سوال کر سکتا ہوں ؟

طبیب :۔ ضرور پوچھئے۔

امؑام :۔ یہ بتلاؤ کہ آدمی کی کھوپڑی میں کثیر جوڑ کیوں ہیں، سپاٹ کیوں نہیں۔

طبیب :۔ کچھ غور و خوض کے بعد، مَیں نہیں جانتا۔

امؑام :۔ اَچھّا پیشانی پر سَر کی طرح بال کیوں نہیں ہیں۔

طبیب :۔ مَیں نہیں جانتا۔

امؑام :۔ پیشانی پر خطوط کیوں ہیں۔

طبیب :۔ معلوم نہیں۔

امؑام :۔ آنکھوں پر اَبرو کیوں قرار دیئے گئے ہیں۔

طبیب :۔ مَیں نہیں جانتا۔

امؑام :۔ آنکھیں بادام کی شکل کی کیوں بنائی ہیں۔

طبیب :۔ معلوم نہیں۔

امؑام :۔ ناک دونوں آنکھوں کے دَرمیان کیوں ہے۔

طبیب :۔ مجھے معلوم نہیں۔

امؑام :۔ ناک کے سُوراخ نیچے کی طرف کیوں ہیں۔

طبیب :۔ معلوم نہیں۔

امؑام :۔ ہونٹ، مُنْھ کے سامنے کیوں بنائے ہیں۔

طبیب :۔ معلوم نہیں۔

امؑام :۔ آگے کے دانت باریک و تیز اَور داڑھیں چپٹی کیوں ہیں۔

طبیب :۔ معلوم نہیں۔

امؑام :۔ مَرد کے داڑھی کیوں ہے۔

طبیب :۔ معلوم نہیں۔

امؑام :۔ ہتھیلی اَور تلوے میں بال کیوں نہیں ہیں۔

طبیب :۔ معلوم نہیں۔

امام :- ناخن اور بال بے جان کیوں ہیں۔

طبیب :- معلوم نہیں۔

امام :- دل صنوبری شکل کا کیوں ہے۔

طبیب :- معلوم نہیں۔

امام :- پھیپھڑے کے دو بڑے حصے کیوں ہیں اور متحرک کیوں ہیں۔

طبیب :- معلوم نہیں۔

امام :- جگر گول کیوں ہے۔

طبیب :- معلوم نہیں۔

امام :- گھٹنے کا پیالہ آگے کی طرف کیوں ہے۔

طبیب :- معلوم نہیں۔

امام :- میں خدائے دانا و برتر کے فضل سے ان تمام باتوں سے واقف ہوں۔

طبیب :- فرمائیے میں بھی مستفید ہوں۔

امام :- بغور سُن۔

(جوابات)

(۱) آدمی کی کھوپڑی میں مختلف جوڑ اس لئے رکھے گئے ہیں تاکہ دردِ سر اُس کو نہ ستائے۔

(۲) سر پر بال اس لئے اُگائے تاکہ دماغ تک روغن کی مالش کا اثر جا سکے، اور دماغ کے بخارات خارج ہو سکیں، نیز سردی و گرمی کا بلحاظ وقت لباس بن جائے۔

(۳) پیشانی کو بالوں سے خالی رکھا تاکہ آنکھوں تک نور بے رکاوٹ آسکے۔

(۴) پیشانی پر خطوط اس لئے بنائے ہیں تاکہ پسینہ آنکھوں میں نہ جائے اور یہ خطوط پسینہ کے لئے نہروں کا کام دیں۔

(۵) آنکھوں کے اوپر ابرو اس لئے بنائے تاکہ آنکھوں تک بقدر ضرورت نور پہونچے۔ دیکھو جب روشنی زیادہ ہو جاتی ہے تو آدمی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چیزوں کو دیکھتا ہے۔

(۶) ناک دونوں آنکھوں کے درمیان اس لئے بنائی ہے تاکہ روشنی کو برابر دو حصّوں میں تقسیم کر دے تاکہ معتدل روشنی آنکھوں تک پہونچے۔

(۷) آنکھوں کو بادام کی شکل اس وجہ سے دی تاکہ آنکھوں میں جو دَوا سلائی سے لگائی جائے اُس میں آسانی ہو اور میل آنسوؤں کے ذریعہ بہ آسانی خارج ہو سکے۔

(۸) ناک کے سوراخ نیچے کی طرف اس لئے بنائے گئے تاکہ مغز کا میل وغیرہ اس سے خارج ہو اور خوشبو بذریعہ ہوا دماغ تک جائے اور لقمہ مُنہ میں رکھتے وقت فوراً معلوم ہو جائے کہ غذا کثیف ہے یا لطیف۔

(۹) ہونٹ مُنہ کے سامنے اس لئے بنائے کہ دماغ کی کثافتیں جو ناک کے ذریعہ آئیں مُنہ میں نہ جاسکیں۔ اور خوراک کو آلودہ نہ کر دیں۔

(۱۰) داڑھی اس لئے بنائی تاکہ مرد اور عورت میں تمیز کی جاسکے ورنہ بڑا شرمناک طریقہ اختیار کرنا پڑتا۔

(۱۱) آگے کے دانت باریک اور تیز اس لئے بنائے گئے تاکہ غذا کو کاٹ کر

ٹکڑے ٹکڑے کر سکیں اور داڑھوں کو چوڑے (چپٹے) اس لئے بنائے تاکہ وہ غذا کو پیس سکیں۔

(۱۲) ہاتھوں کی ہتھیلیاں بالوں سے اس لئے خالی رکھیں تاکہ قوتِ لامسہ (چھونے کی قوت) صحیح کام انجام دے سکے۔

(۱۳) ناخن اور بالوں میں جان اس لئے نہیں، کہ ان کے کاٹنے میں تکلیف کا سامنا بار بار نہ ہو۔

(۱۴) دِل صنوبری شکل اس لئے دی گئی تاکہ اس کی باریک نوک پھیپھڑوں میں داخل ہو کر ان کی ہوا سے ٹھنڈی رہے۔

(۱۵) پھیپھڑوں کو دو حصّوں میں اس وجہ سے تقسیم کیا گیا ہے کہ دِل دونوں طرف سے ہوا حاصل کر سکے۔

(۱۶) جگر کو گول اس لئے بنایا ہے تاکہ معدہ کی سنگینی اپنا بوجھ اس پر ڈال کر زہریلے بخارات کو خارج کر دے۔

(۱۷) گھٹنے کا پیالہ آگے کی طرف اس لئے ہے تاکہ آدمی بہ آسانی راہ چل سکے، ورنہ راستہ چلنا مشکل ہو جاتا۔

اِنسان کے جسم میں ہڈّیاں کتنی ہیں؟

طبیب نصرانی نے بڑے احترام سے اِمام سے درخواست کی کہ اِنسان کے جسم کی بناوٹ کی کچھ وضاحت فرمائیں۔

اِمام علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا نے اِنسان کو بہ لحاظ ہیکلِ استخوانی دو سو آٹھ حصّوں سے ترکیب دیا ہے۔

اِنسان کے جسم میں بارہ اعضاء ہیں۔ سر، گردن، دو بازو، دو کلائی، دو ران، دو ساق (پنڈلیاں) اور دو پہلو اور تین سو ساٹھ رگیں، ہڈیاں، پٹھے اور گوشت ——— یہ رگیں جسم کی آبیاری کرتی ہیں۔ ہڈّیاں بدن کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور گوشت ہڈیوں کا تحفّظ کرتا ہے۔ اور اس کے بعد پٹھے گوشت کی حفاظت کرتے ہیں ——— ہر ہاتھ میں اکتالیس ہڈیاں ہیں۔ پینتیس ہڈیوں کا ہتھیلی اور انگلیوں سے تعلق ہے۔ اور دو کا تعلق کلائی سے اور ایک کا تعلق بازو سے اور تین کا کندھے سے تعلق ہے۔

ہر پیر میں تینتالیس ہڈّیاں پیدا کی ہیں، جن میں پینتیس قدم میں اور دو پنڈلی میں اور تین زانو میں اور ایک ران میں اور دو نشیمن گاہ میں یعنی بیٹھنے کی جگہ میں ——— ریڑھ کی ہڈّی میں اٹھارہ ٹکڑے ہیں۔ گردن میں آٹھ، سر میں چھبّیس ٹکڑے ہیں۔ اور منہ میں اٹھائیس یا بتّیس دانت ہیں۔

اس زمانہ میں جو ترکیب اِنسان کی ہڈیوں کو شمار کیا گیا ہے اس میں اور فرمانِ امام میں اگر تھوڑا فرق ہو تو وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ بعض ان دو ہڈیوں کو جو بہت ہی متصل ہیں ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔

امام علیہ السّلام نے صدیوں قبل بغیر کسی آلہ اور فنِ معلومات کے تحقیق طِبّی فرمائی ہے وہ آپؑ کے علمِ اِمامت کا بیّن ثبوت ہے۔

دَورانِ خون

یہ مسئلہ جو اطبّاءِ مشرق نے بعد میں معلوم کیا ہے رازؔی کا بیان ہے کہ اس کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے صدیوں پہلے کتاب توحیدِ مُفَضّل میں بیان فرما دیا ہے۔

امامؑ عالیمقام نے اپنے شاگرد (مُفَضّل) کو مخاطب کرکے فرمایا! اَے مُفَضّل! ذرا غذا کے بدن میں پہونچنے پر غور کرو، اور دیکھو کہ اس حکیم مطلق نے اس عجیب کارخانہ کو کس حکمت اور تدبیر سے چلایا ہے۔ غذا مُنھ کے ذریعہ پہلے معدہ میں جاتی ہے۔ پھر حرارتِ غریزی اس کو پکاتی ہے اور پھر باریک رگوں کے ذریعہ جگر میں پہونچتی ہے۔ یہ رگیں غذا کو صاف کرتی ہیں تاکہ کوئی سخت چیز جگر کو تکلیف نہ پہونچا دے۔ کیونکہ جگر ہر عضو سے زیادہ نازک ہے۔ ذرا اللہ کی اس حکمت پر غور کرو کہ اُسنے ہر عضو کو کس قدر صحیح مقام پر رکھا ہے۔ اور فُضلہ کے لئے کیسے ظروف (پتّہ۔ تلّی اور مثانہ) خلق فرمائے تاکہ فضلات جسم میں نہ پھیلیں، اور تمام جسم کو فاسد نہ بنادیں۔ اگر پتّہ نہ ہوتا تو زرد پانی خون میں داخل ہوکر مختلف بیماریاں مثلاً یرقان وغیرہ پیدا کردیتا۔ اگر مثانہ نہ ہوتا تو پیشاب خارج نہ ہوتا اور پیشاب خون میں داخل ہوکر سارے جسم میں زہر پھیلا دیتا۔

ہم کسطرح دیکھتے اور سنتے ہیں

یہ مسئلہ دانش اور طب کا مسلّمہ ہے کہ سننے کے واسطے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک مسافت دوسرے وہ ذریعہ جو آواز کو کانوں تک پہونچائے اور اس ذریعہ کو ہوا کہتے ہیں۔ اگر ہوا نہ ہو تو آواز کو نہیں سُن سکتے۔

آنکھ جن چیزوں کو دیکھتی اُس میں بھی واسطہ کی ضرورت ہے۔ اور وہ نور اور روشنی ہے خواہ سورج کی ہو یا چاند ستاروں کی یا آگ کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ بغیر ہوا کے ذریعہ سُننا، اور بغیر روشنی کے دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ یہ مسائل جن پر سے بعد میں پردہ اُٹھایا گیا ہے، ایک ہزار دو سو سال (۱۲۰۰) پیشتر امامؑ اپنے شاگرد مُفَضّل کو تعلیم فرما گئے ہیں۔

آپ مُفَضّل شاگرد سے فرماتے ہیں، اَے مُفَضّل! ذرا حواسِ خمسہ پر نظر ڈالو، خدا نے آنکھوں کو پیدا کیا تاکہ رنگوں کو دیکھے۔ اگر رنگ ہوتے اور چشم نہ ہوتی تو رنگ بیکار رہتے۔ اگر چشم ہوتی اور رنگ نہ ہوتے تو چشم بیکار رہوتی۔ کانوں کو پیدا کیا تاکہ آوازیں سُنے۔ اگر صدا (آواز) ہوتی اور کان نہ ہوتے، آواز بیکار رہتی۔ اور اگر صدا نہ ہوتی اور کان ہوتے تو کان بیکار رہوتے۔

حدیثِ ہَلیلہ حدیث مذکور ایک وہ خط ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اثبات توحید خداوندی میں اپنے شاگرد مُفَضّل ابنِ عمر کو لکھا —— یہاں اس

خط کا صرف وہ حصّہ لکھا جارہا ہے جو اِس موضوع سے متعلّق ہے۔ یہ تحریر اِس اَمر کی گواہ ہے کہ ہمارے مذہبی پیشوا "گیاہ شناسی" میں بھی کس قدر ماہر تھے — !

محلّ حدیث مُفضّل ابنِ عُمر جعفی نے اِمام جعفرِ صادق کو ایک خط لکھا کہ یہاں کچھ لوگ منکرِ خدا، توحیدِ خداوندی اور اس کی رُبوبیت سے اِنکار کرتے ہیں۔ آپؑ اُنکا جواب حسبِ مصلحت تحریر فرمادیں۔

جَوَاب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ خدائے بخشندہ و مہربان ہمیں اَپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اَپنی رحمتوں سے نوازے۔ تمہارا خط پہونچا، جن منکرینِ خدا کی تم نے شکایت کی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گناہ کے دروازے اَپنے لئے کھول رکھے ہیں۔ اور ہر دروازے سے ہَوا و ہَوس کے لشکر بے خوف اُن تک پہونچ رہے ہیں۔ خواہشِ نفس ان پر غالب آچکی ہے۔ شیطان نے ان کے دِلوں پر پورا پورا قبضہ جما لیا ہے اور خدا اَیسے گناہ گاروں کے قلوب پر مُہر لگا دیتا ہے۔

مَیں اَپنے مناظرات میں سے ایک واقعہ "ہندی طبیب کا جو اکثر گمراہی کی باتیں کیا کرتا تھا، لکھ رہا ہوں — مَیں ایک روز اس کی طرف سے گذرا دیکھا کہ وہ ہلیلہ (ہڑ) کوٹنے میں مشغول ہے، وہ مجھے دیکھ کر پھر وہی جاہلانہ گفتگو کرنے لگا۔

ہندی طبیب کا دعویٰ تھا کہ دُنیا ہمیشہ باقی رہے گی۔ ایک درخت

خشک ہوتا ہے تو دوسرا دَرخت اُگتا ہے۔ ایک مَرتا ہے تو دوسرا پیدا ہوتا ہے۔ اُس کا خیال تھا کہ خدا کا عقیدہ ایک محض دعویٰ ہے جس کی کوئی دَلیل موجود نہیں، خدا کا عقیدہ لوگوں نے اَپنے بزرگوں سے تقلیداً حاصل کیا ہے۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ جملہ موجودات مختلف ہوں یا متّحد، ظاہر ہوں یا پوشیدہ، وہ حواسِ پنجگانہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ اُس نے مجھے دیکھ کر پھر وہی تذکرہ چھیڑا اور کہنے لگا کہ ذرا مجھے بھی تو بتلاؤ کہ آپ نے اَپنے خدا کو کیسے پہچان لیا؟ حالانکہ ہر چیز کو قلب پہچانتا ہے۔ حواسِ خمسہ ہی کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔

اِمام نے فرمایا، اَے طبیبِ ہندی! مجھ سے وعدہ کر، اگر مَیں وجودِ خدا کو اِسی دَوا کے ذریعہ جسے تُو کوٹ رہا ہے، ثابت کردُوں تو تُو وجودِ باری کا اِقرار سچے دِل سے کرے گا۔

طبیب :- ہاں مَیں اِقرار کرتا ہوں۔

اِمام :- کیا تو اِس بات کو مانتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی گذرا کہ اُس وَقت لوگ طِبّ سے بے خبر اور ان دَواؤں کے فائدے اور ضرر سے ناواقف تھے۔

طبیب :- ہاں ایسا طویل زمانہ گذرا ہے۔

اِمام :- پھر یہ تمام باتیں آدمیوں کو کیسے معلوم ہوئیں؟

طبیب :- تجربہ اور قیاس سے۔

اِمام :- یہ کیسے لوگوں کے دِل میں آیا کہ ان کو آزمانا چاہئیے۔ اور یہ کیسے سمجھے کہ اشیاء کا تجربہ اور دَواؤں کا علم ان کے بدن کے لئے ضروری

اور مُصلح ہے حالانکہ حواسِ خمسہ سوائے تلخی، شیرینی وغیرہ کے سوا اور کچھ معلوم نہیں کر سکتے، حواس مفید اور مُضر کو نہیں سمجھتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اسکی حقیقت کیسے پہچان گئے جس کو حواس کے ذریعہ نہیں پہچانا جاسکتا جب کہ سوائے حواس کے اور کوئی معلوم کرنے کا ذریعہ نہیں۔

طبیب :- ان تمام چیزوں کو تجربہ اور آزمائش کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو۔

امام :- کیا ایسا نہیں ہے کہ دوا سازی اور طب کا موجد جو تمام اشیاء کے خواص کو جو مشرق و مغرب میں ہیں بیان کرتا ہے۔ اس کو دانشمند اور مردِ حکیم ہونا چاہیئے ان بلاد میں۔

طبیب :- کیوں نہیں، بلکہ اس کو اپنی معلومات دیگر عقلاء اور اہلِ دانش کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان کی رائے سے فائدہ اٹھا کر اپنے نظریات پر مطمئن ہو سکے۔

امام :- معلوم ہوتا ہے۔ تم مردِ انصاف پسند ہو اور اپنے وعدہ پر قائم ہو۔ اچھا اب یہ بتلاؤ کہ اس حکیم نے کس طرح تمام جڑی بوٹی کا تجربہ کر لیا۔ اچھا مانا کہ اس نے ان چیزوں کا جو اس کے شہر میں ہیں تجربہ کر لیا تمام دُنیا کی اشیاء کا تجربہ کیسے کیا جبکہ اس کا تجربہ صرف حواس سے نہیں ہو سکتا۔ کوئی عقل اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ کوئی عاقل دُنیا کا اتنی قدرت رکھتا ہو کہ تمام دُنیا کے گوشہ گوشہ میں گیا ہو اور ہر قسم کے درخت، گھاس، پھل پھول اور معدنیات کو آزمایا ہو۔ اُن کی خاصیت سے واقف ہوا ہو۔ اور وہ دوا جو اس وقت تیرے ہاتھ میں ہے اُس کی خاصیت اور ترکیب سے واقف ہوا

ہو۔ جو خاصیت اِس دوا میں ہے جو کہ اِس وقت تیرے ہاتھ میں کسی حواس کے ذریعہ ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ دوا اپنا اثر نہ دکھائے گی جب تک اس کو صحیح اجزاء سے ترکیب نہ دیا جائے۔ مثلاً ہلیلہ (ہڑ) ہندوستان سے، مُصطگی روم سے، مُشک تبت سے، دارچینی چین سے، افیون مصر سے، ایلوہ یمن سے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اجزاء دُنیا کے مختلف حصّوں سے ملتے ہیں۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایک کو دوسرے سے نہ ملائیں تو مطلوبہ خاصیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ فلاں چیز فلاں مقام پر پیدا ہوتی ہے حالانکہ رنگ ایک جیسا، خاصیت برعکس اور مقامات متفرق ہیں۔

بعض درخت کے تنے سے نکلتی ہیں، بعض ریشوں سے، بعض پتّوں سے، بعض پھل پھول سے، بعض ان چیزوں کے رَس سے، بعض ان کے تیل سے، بعض جوش دینے سے، بعض پختہ، بعض خام، پس یہ کیسے معلوم ہوا کہ کس کو کس طرح استعمال کرنا چاہیئے۔

ہر دوا کا اس کے مقام کے لحاظ سے جُدا گانہ نام ہے۔ اور ہر دوا صرف جڑی بوٹی (بوٹی) ہی پر منحصر نہیں ہے۔ بعض دوائیں درندوں، جنگلی اور دریائی جانوروں کے پتّہ وغیرہ سے حاصل ہوتی ہیں، بعض پہاڑی دَرّوں، پہاڑی چوٹیوں، دریاؤں کی تہہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ بعض ان شہروں سے جہاں کے باشندے، وحشی خونخوار اور ہماری زبان سے بھی بالکل واقف نہیں ہیں، اُن سے حاصل ہوتی ہیں۔

کیا یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ایک حکیم ان تمام شہروں میں گھوما ہو
انکی ہر ایک زبان سے واقف ہو۔ ہر ملک و ہر شہر کے باشندوں سے تعلقات
رکھتا ہو اور تمام دُنیا کی جڑی بوٹی اور طبّی اشیاء کی آزمائش کی ہو۔ اور اپنے
سفر میں کامیاب لَوٹا ہو۔ نہ بیمار ہُوا ہو، نہ تھکا ہو، نہ بھٹکا ہو۔ نہ مَرا ہو۔
نہ کچھ فراموش کیا ہو۔ اور اپنے قیاسات میں اس نے کوئی غلطی بھی نہ کی ہو،
اور ہر درخت اور گھاس کی خاصیّت معلوم کی ہو۔ اور جس طرح ان کو پایا ہو،
صحیح بیان بھی کیا ہو۔ اور اپنے تجربات کو دُرست دوسروں تک پہونچا بھی
دیا ہو۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ سب کچھ ممکنات سے ہے اور تمہارا
یہ خیال بھی مان لیا جائے کہ علمِ طِبّ تجربہ سے حاصل ہوا ہے تو یہ
بتلاؤ کہ کیا ایک گھاس کے صرف ایک مرتبہ کے تجربہ سے یقین کر لیا جائے
کہ اس کی یہ خاصیّت ہے نہ کہ اس کا بارہا تجربہ کرنا ہوگا۔ اگر چہ وہ گھاس
سمِ قاتل یعنی فوراً ہلاک کر دینے والی ہو۔ اَب بتلاؤ کہ اس کے تجربہ کرنے میں
کتنی جانیں تلف ہوں گی۔ اور کتنے تجربہ کرنے والے اور کتنے وہ جن پہ تجربہ
کیا گیا ہے دُنیا سے کوچ کر جائیں گے۔ لہٰذا صرف ایک چیز کے تجربہ کرنے
میں ہزاروں جانیں اوّل ضائع ہوں گیں اور پھر بھی وہ چیز یقینی تیاسی ہوگی۔
علاوہ اس کے جیسا کہ کہا گیا ہے، دَوائیں صرف نباتات پر منحصر
نہیں، بہت سی حیوانات کے گوشت و پوست، خون و استخوان سے پرندوں
درندوں اور دریائی مچھلیوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ پھر کیا یہ صحیح سمجھا جائے کہ
ایک حکیم نے نباتات کے علاوہ تمام حیوانات کو ذبح کر کے اپنا تجربہ مکمّل کیا

ہے۔ اس صورت میں تو شاید ایک حیوان بھی رُوئے زمین پر باقی نہ رہا ہوگا
اور ہاں وہ حیوانات آبی جو دریا کی تہہ میں ہیں اُن تک رسائی کس طرح ہوئی ہوگی

طبیب :- خاموش ہے۔

اِمام :- کیا تم یہ بات مانتے ہو کہ مفرد دَوا کا کچھ اور مرکّب دَوا کا کچھ
اَثر اَور ہو جاتا ہے۔

طبیب :- بے شک ایسا ہی ہے۔

اِمام :- پھر اس مفروضہ حکیم کو کس طرح معلوم کہ کسی مفرد دَوا میں
کون سی دَوائیں اور کس مقدار کو ملانے سے اس کا اَثر دوسرا
ہو جاتا ہے۔ تم خود طبیب ہو دیکھو اگر دَوا کی مقدار اور ترکیب
میں ذرا سا فرق ہو جائے تو اس کی خاصیّت بدل جاتی ہے اَور
یہی دَوا جو ایک مریض کو تندرست کرتی ہے دوسرے مریض کو
ہلاک کر دیتی ہے۔ پس یہ تمام باتیں حواسِ خمسہ کے ذریعہ کیسے معلوم
ہو سکتی ہیں۔ اور یہ بھی بتلاؤ کہ جو دَوا اَمراضِ سر کے لئے کھائی
جاتی ہے وہ پَیروں پر اَثر کیوں نہیں کرتی۔ اور جو اَمراضِ پا کیلئے
دی جاتی ہے وہ سر میں اثر انداز کیوں نہیں ہوتی یہ تمام دَوائیں
معدہ میں جاتی ہیں۔ معدہ کو کس نے بتلایا کہ اس دَوا کو سر کی طرف
روانہ کرے اور اُس دَوا کو پَیر کی طرف۔

طبیب :- خاموش ہے۔

اِمام :- نے جب اس کو عاجز پایا تو اپنا رُخ اصل موضوع توحید کی

طرف موڑا، اور وجودِ باری کو اس طبیب کو ماننا پڑا۔

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ امام جس طرح رُوح کا امام ہے اسی طرح بدن کا بھی ہے۔ وہ برگزیدہِ خدا ہونے کی وجہ سے دُنیا کی ہر چیز کی خاصیت اور حقیقت سے بخوبی واقف ہوتا ہے کیونکہ خدا نے اِس (امام) کو علم و حکمت سے آراستہ کیا ہے

ذِکرِ بعض مَعالجاتِ اِمامؑ

دَردِ سَر ایک خُراسانی، اِمامؑ کی خدمت میں بیٹھا دینی مسائل دریافت کر رہا تھا کہ سَر میں شدّت کا دَرد ہُوا۔ امامؑ نے فرمایا "اُٹھو اور حمام میں جا کر ساٹھ چلّو گرم پانی سر پر ڈالو اور ہر مرتبہ قبل پانی ڈالنے کے ایک بار بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہو" شخص مذکور نے اس پر عمل کیا اور فوراً دردِ سَر جاتا رہا کہ پھر نہ ہُوا۔

اِنسان کیونکہ تمام ترقّیاتِ علمی سے وَاقف نہ ہونے کی وجہ سے اشیاءؑ کے اصلی سبب نہیں معلوم کر سکا ہے تو اکثر کسی کا جو سبب ہوتا ہے اُسے انکار اور جو سبب نہیں ہوتا اُس کا اِقرار کر لیتا ہے۔

اُس مَردِ خُراسانی کے دردِ سر کا علاج آبِ گرم اور بسم اللہ.......... سے کرنا عوام چونکہ عادی نہیں ہیں قبول نہیں کرتے —— پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جُملہ اَمراض کے اَسباب دُو قِسم سے باہر نہیں ہیں۔ (۱) جسمانی (۲) رُوحانی —

- — جو جسم سے تعلق رکھتے ہیں ان کا جسمانی علاج ہوگا۔
- — بعض رُوحانی ان کا علاج رُوحانی ہوگا۔
- — بعض جسمانی اور ان کا علاج رُوحانی ہوگا۔
- — بعض رُوحانی اور ان کا علاج جسمانی ہوگا۔

کبھی مریض صرف ایک مَرض کی شکایت کرتا ہے۔ اور طبیب اس میں چند اَمراض کی تشخیص کرتا ہے۔ کبھی مریض چند اَمراضِ کی شکایت کرتا ہے اور طبیب صرف ایک مَرض کی تشخیص کرتا ہے۔

ممکن ہے کہ مریض روحانی بیماری میں مبتلا ہو اور صرف دردِ سَر کی شکایت کر رہا ہو۔ امام علیہ السّلام نے اس طرح اُس کی کسالتِ دینی برطرف فرمائی ہو۔ علاوہ اَزیں اِمامؑ کا اِرشاد اور اس پر مریض کے مُحکم یقین نے شفا بخشی ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک بیماری کے متعدّد اَسباب ہو سکتے ہیں مثلاً دَردِ سَر، معدہ کی خرابی یا بدہضمی۔ معدہ کے بُخارات۔ گرمی، سردی۔ زُکام۔ ضُعفِ اَعصاب۔ دماغی تھکان۔ ناگوار آواز۔ تیز خوشبو یا بدبو وغیرہ لہٰذا جب ایک شکایت کے وجوہ ہو سکتے ہیں تو اگر کسی کو آبِ گرم اور بسم اللہ سے فائدہ بالفرض نہ ہو تو اس کی وجہ عدم تشخیصِ مَرض ہوگی۔

سَر پھِر بِلے بُخارات (گیس) جابر صوفی کا بیان ہے کہ مَیں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا یا ابن رسول اللہ! میں سَر سے پَیر تک بادِ یعنی بُخارات میں مبتلا ہوں آپؑ نے فرمایا، عنبر اور زنبق پیس کر کھاؤ خداوند عالم شفا دے گا۔

باری کا بخار (ملیریا)

ابراہیم جعفی کہتے ہیں کہ میں امامؑ کی خدمت میں گیا، دیکھ کر آپؑ نے فرمایا، رنگ متغیر کیوں ہے؟ جعفی نے کہا تپ و لرزہ سے۔ امامؑ نے فرمایا، سفید شربت کیوں نہیں استعمال کرتے۔ شکر کو کوٹ کر پانی میں حل کر لو اور نہار مُنھ اور وقتِ تشنگی استعمال کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا اور بہتر ہو گیا۔

اسہال و شکم درد

ایک شخص نے امامؑ سے اپنی لڑکی کے متعلق دستوں کی شکایت کی، آپ نے چاول اور گوشت پکانے کا طریقہ بتایا۔ لڑکی اچھی صحت یاب ہو گئی۔

خالد بن نجیح کہتا ہے کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں دردِ شکم کی شکایت کی، آپؑ نے فرمایا، تھوڑے سے چاول کوٹ کر بعد غلہ کے ساتھ تھوڑے سے کھالو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور پیٹ کے درد سے نجات پائی۔

کسی نے آپؑ سے کہا کہ بسا اوقات میرے پیٹ میں ایک آواز پیدا ہو کر درد ہونے لگتا ہے۔ امامؑ نے اس درد کے دفعیہ کے لئے سیاہ دانہ اور عسل یعنی شہد بتلایا۔ جس سے اُسے آرام ہو گیا۔

ضُعفِ بدن

کسی نے امامؑ سے ضُعفِ بدن کی شکایت کی کہ میں روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہوں تو آپؑ نے فرمایا، دُودھ پیا کرو کہ گوشت کو پیدا کرتا ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ کمزوری دُور کرتا ہے۔

ایک شخص نے کہا کہ میں نے دُودھ پیا تھا مگر کمزوری اور بڑھ گئی

آپؑ نے فرمایا، دُودھ کی وجہ سے نہیں، بلکہ اُس چیز کی وجہ سے جو تُو دُودھ کے ساتھ کھاتا ہے۔

بَرَص

آپؑ سے کسی نے "بَرَص" کی شکایت کی، آپؑ نے فرمایا، حِنا (مہندی)، نورہ (چُونہ اور ہڑتال مرکّب) ملا کر داغ پر لگاؤ، داغ جاتا رہا۔

ضُعفِ چشم

کسی نے امامؑ سے ضُعفِ چشم کی شکایت کی، آپؑ نے فرمایا۔ انگوم۔ صبر یعنی ایک نہایت تلخ دوا۔ کافور سب کو موزون کر کے سُرمہ بنا کر آنکھوں میں لگاؤ۔ فوراً فائدہ ہوگا۔

ایک شخص کی آنکھ میں سفیدی پیدا ہو گئی تھی۔ آپؑ نے اُس کو یہ نسخہ تجویز فرمایا۔ فلفلِ سفید۔ دار فلفل ہر ایک ۲-۲ درم۔ نوشادر صاف کردہ ایک درم کو خوب باریک سُرمہ بناؤ۔ اور اس کی سوزش کا تحمّل کر سکو تو ہر روز تین مرتبہ سلائی سے لگاؤ۔ انشاء اللہ سفیدی جاتی رہے گی ہر مرتبہ آنکھ کو آبِ صافی سے پاک کیا جائے اور بعد میں معمولی سُرمہ لگایا جائے۔

زُکام

کسی نے آپ سے زکام کی شکایت کی، آپؑ نے فرمایا یہ لطفِ خدا ہے اگر تو دوا چاہتا ہے تو ۱/۲ درم، سیاہ دانہ، نیم دانگ۔ کندس کو خوب کوٹ کر سانس کے ذریعہ ناک میں پہونچاؤ، اس سے زکام جاتا رہتا ہے مگر علاج نہ کیا جائے تو بہتر ہے اس لئے کہ زکام کے بیشمار فوائد ہیں۔

سَلسِ بَول (پیشاب بکثرت آنا)

ایک شخص نے آپ سے شدّتِ بول کی شکایت کی، آپؑ نے آخرِ شب

میں سیاہ دانہ کھانے کو فرمایا۔ چند روز ہی کھانے سے آرام ہو گیا۔

قلّتِ نسل عمر ابن حسنہ جمال نے اولاد نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: استغفار کرو اور تخم مرغ اور پیاز استعمال کر، جب تک اولاد نہ ہو۔

ضعفِ باہ کسی نے ضعفِ باہ کی شکایت کی، آپؑ نے سفید پیاز کو مرو غن زیتون میں تل کر بیضۂ مرغ ڈال کر خوب پکائیں اور کھانے میں استعمال کریں، قوتِ باہ کے لئے نہایت مفید ہو گا۔

خواص بعض از سبزیہا

آج کل اطبّاء تجربہ کار اپنے مریضوں کو اُن کے مزاج کے موافق سبزیاں تجویز کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ وہ اطبّاء خواص سے سبزیوں کے واقف ہیں اس لئے چند سبزیوں کے خواص ارشاد کردہ امام جعفر صادق علیہ السلام درج ذیل ہیں تاکہ واضح ہو سکے کہ دانشمندانِ اسلام و قرآن ان خواص سے ناواقف نہ تھے۔

پیاز امام علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ پیاز کھاؤ، یہ منہ کو پاک کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط۔ آبِ کمر (منی) کو زیادہ، طاقتِ مجامعت کو بڑھاتی ہے۔ پیاز منہ کو خوشبودار۔ کمر کو محکم۔ چہرہ کو حسن بخشتی ہے۔ یہ درد اور مرض کو دفع کرتی ہے، پٹھوں کو مضبوط، طاقتِ رفتار کو زیادہ اور بخار کو دور کرتی ہے۔ پیاز زنبور یعنی بھڑ بہ الفاظ دیگر "بھڑیاں" مچھر اور مکھی کے کاٹ لینے پر لگانے پر بہت مفید ہے۔ پیاز اگر سرکے میں تر کر کے ناک میں ڈالیں تو نکسیر رک جاتی ہے۔

پیاز کی زمانۂ حاضرہ کے اطبّاء نے بھی بے انتہا تعریف کی ہے اور اب تو پیاز تقریباً جزو غذا بن گئی ہے۔ امامؑ نے اس کے فوائد بارہ سو ۱۲۰۰ سال قبل بیان فرمائے ہیں۔

سیر (لہسن) ارشادِ امامؑ ہے کہ لہسن کھاؤ مگر فوراً مسجد کی طرف نہ جاؤ (حدیثِ رسولؐ)۔ لہسن کھا کر مسجد کی طرف جانے سے شاید اس غرض سے منع فرمایا گیا ہے کہ اس کی بو مسلمانوں کیلئے آزار کا باعث نہ ہو۔

لہسن ستر بیماریوں کی دوا ہے۔ دورِ حاضرہ کے اطبّاء نے بھی اس کی بڑی تعریف کی ہے۔ بلیڈ پریشر کا دافع ہے۔ قلب کے لئے بےحد مفید ہے۔

بادنجان (بیگن) بیگن کھاؤ، درد میں مفید ہے۔ خود درد کا سبب نہیں بنتا۔ تلّی کے مرض میں سود مند ہے۔ معدہ کو قوّت دیتا ہے۔ رگوں کو نرم کرتا ہے۔ سرکہ میں ملا کر کھانے سے پیشاب زیادہ آتا ہے۔

ترب (مولی) ارشادِ امامؑ۔ مولی کھاؤ بہت مفید ہے۔ اسکے پتّے، بادی کو دور کرتے ہیں۔ غذا کو ہضم کرتی ہے۔ اس کے ریشے بلغم کو دور کرتے ہیں۔ مولی پیشاب آور ہے۔

کدّو — کدّو عقل و دماغ کو بڑھاتا ہے اور دردِ قولنج کے واسطے مفید ہے۔ یرقان کو بھی فائدہ دیتا ہے۔

کاسنی — کاسنی بڑی مفید سبزی ہے۔ آبِ کمر (منی) کو زیادہ اور نسل میں افزائش کرتی ہے۔ مولود کو خوبصورت بناتی ہے۔ مختلف امراض میں سودمند ہے۔ دردِ قولنج کو دُور کرتی ہے۔ یرقان کو بھی ختم کرتی ہے۔

خواصِ بعض میوہ جات!

(از نظرِ امام جعفر صادق علیہ السلام)

اِرشادِ امام عالی مقام ہے کہ ہر میوہ پر زہریلا مادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اُسکو کھانے سے پہلے خوب پانی سے دھولینا چاہیئے۔

سیب — (۱) سیب کھاؤ یہ حرارت کو دُور، شکم کو سرد اور بُخار کو برطرف کرتا ہے۔

(۲) اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سیب میں کیا خصوصیات اور خوبیاں ہیں تو بیمار سوائے سیب کے کسی دوا کو نہ کھائیں۔

(۳) صرف سیب ہی وہ چیز ہے جو سب سے زیادہ اپنا اثر دِل پر کرتا ہے اور اس کو تقویت پہونچاتا اور خوش رکھتا ہے۔

(۴) جو بُخار میں مبتلا ہو اُس کو سیب کھلاؤ کہ سیب سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔

گلابی امرُود — اَمرُود گلابی بہت مفید ہے۔ چہرہ کو حسین اور دِل کو سکون بخشتا ہے۔

(۱) جو شخص اَمرود سے ناشتہ کرے، آبِ کمر (منی) کو صاف اور اولاد خوبصورت پیدا ہو۔

(۲) اَمرُود مقویِ قلب اور صافیِ دِل ہے۔

(۳) اَمرُود، جسم کو خوبصورت، مفرّحِ دِل و دماغ اور تمام اَندرونی اَعضاء کو فائدہ پہونچاتا ہے۔

اَنَار — اِرشادِ امامِ اَنام ہے کہ اَپنے اطفال کو انار کھلاؤ تاکہ جلد جوان ہو جائیں۔ (۱) انار کو معہ اس کے چربی (ہلکی جھلّی جو دانوں کے اوپر ہوتی ہے) کے کھاؤ کہ معدہ کو صاف اور ذہن کو بڑھاتا ہے۔

(۲) انار خون کو بھی صاف کرتا ہے۔ بدن کی رگوں کو تقویت دیتا ہے، تناسل و توالد میں مددگار ہے۔ مُلیّن اور ہاضم ہے۔ پیشاب آور بھی ہے، جگر کے لئے بہت مفید ہے۔

(۳) انار، مرضِ یرقان، طحال، خفقانِ قلب اور کھانسی کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ آواز کو صاف، چہرے کو شگفتہ، جسم کو صاف کرتا اور پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے۔

اَنجیر — انجیر بُوئے دہن کو برطرف کرتا ہے۔ معدہ اور جگر کے بُخارات کو زائل کرتا ہے۔ ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے۔ بالوں کو اُگاتا ہے۔ درد کو دُور کرتا ہے۔ اَنجیر ہاضمہ کو درست کرتا

ہے۔ نشوونما میں مدد کرتا ہے۔ جسم کو طاقتور اور چہرہ کو شگفتہ بناتا ہے اگر شام کے وقت کھایا جائے تو تحریکِ معدہ کو منظم کرتا اور جسم کو تازگی بخشتا ہے۔ انجیر ذائقہ کے لحاظ سے لذیذ اور اچھی غذا ہے۔ بدن کے لئے صحت اور جسم کے واسطے باعثِ اِستنباط ہے۔ جگر اور تصفیۂ خون کو مفید ہے۔ سِل اور سرطان میں نفع بخش ہے۔ انجیر دردِ سینہ اور کھانسی میں سود مند ہے۔ لیکن چشم اور معدہ کے لئے زیادہ اِستعمال نقصان دِہ ہے۔

خُرما کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے سامنے خُرموں کا ایک طبق رکھا اور کہا' یہ بڑے عمدہ خرمے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا' بے شک بہت سے اُمراض کی دَوا ہیں۔

خُرما سمیات کو ختم کرتا ہے۔ اور بہت سی بیماریوں کو دُور کرتا ہے۔ اگر کوئی سوتے وقت سات دانے خُرمے کے کھالیا کرے تو معدہ کے کیڑوں سے نجات پا جائے۔ خُرما بدن کو گرم اور فعّال بناتا ہے خون غلیظ پیدا کرتا ہے۔ اگر اس کو دُودھ میں پکالیں تو قوتِ باہ کے لئے بہت مفید ہے۔ آنتوں' خشک کھانسی اور اِدرارِ بول کو بھی فائدہ بخش ہے۔

خُرمادُرش وخام۔ برائے جریانِ خون' اسہال اور مسوڑھوں کو بھی نفع پہونچاتا ہے۔ سرطان کو آرام دیتا ہے۔

انگور انگور پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے درد کو دُور کرتا اور رُوح کو فرحت بخشتا ہے —— نوحؑ علیہ السّلام نے خدا سے غم واندوہ کی شکایت کی حکم ہوا انگور کھاؤ۔ انگور مُلیّن' مُصَفّیٔ خون' مقوّی

غذا ہے۔ آبِ انگور قُوّتی کو تازگی۔ دَورانِ خون کو تحریک اور معدہ کی شکایت دُور کرتا ہے۔ جگر۔ مختلف بخار۔ بدہضمی۔ اُمراضِ قلب۔ صفراء۔ بَواسیر سِل' اور سرطان کے لئے مفید ہے۔

انگور بہترین چیز ہے جس سے مختلف بیماریوں کا مختلف طریقہ سے علاج کیا جاسکتا ہے۔

ہم انھیں چند چیزوں پر اکتفا کرتے ہوئے ختم کر رہے ہیں۔ کیونکہ چند چیزیں ہی امامؑ کے طِبِّ جسمانی کی معلومات پر ایک کامل نمونہ اور ثبوت ہیں۔ اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے مقصد یہ ہے کہ منصف مزاج طبیب جب اِرشاداتِ امامِؑ عالیمقام کا مطالعہ کرے تو وہ اِس نتیجہ پر پہونچ جائے۔ کہ عِلمِ اَدیان کا عالِم۔ عالِمِ علمِ اَبدان بھی ہوتا ہے ——!

بُنیادِ طِبّ

حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السّلام کے بعض اِرشادات جو علمِ طِبّ کی بُنیاد کہے جاسکتے ہیں۔

طبیب صرف بیمار کے دِل کو خوش کرتا ہے

مُوسیٰ بن عِمران نے بارگاہِ اَحدیت میں عرض کیا' پروردگارا!'

درد کون دیتا ہے۔ وحی آئی کہ ہم دیتے ہیں۔ پھر عرض کیا، پروردگارا! دوا یا شفا کون دیتا ہے۔ وحی ہوئی کہ شفا بھی ہم ہی دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے پھر بیمار طبیب کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ جواب ملا، طبیب سے اپنا دل خوش کرتے ہیں۔ اور معالج کو اسی وجہ سے طبیب کہتے ہیں۔

اسلام میں اور نظرِ انبیاء میں مؤثرِ حقیقی خدائے تعالیٰ ہے۔

جناب ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے فرمایا، میرا خدا وہ ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھ کو شفا بخشتا ہے۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ط (الشعراء، آیت ۸۰)۔

مسلمان اگر بیمار ہوتا ہے اور اطباء اس کو جواب دے دیتے ہیں تیماردار کوشش ختم کر دیتے ہیں دوا کوئی اثر نہیں کرتی۔ پھر بھی مسلمان مریض مایوس نہیں ہوتا کیونکہ اس کا ایمان ہے کہ شفا کا دینے والا خدا ہے۔ برعکس اس کے جو خدا کا اعتقاد نہیں رکھتا، جب طبیب اس کو جواب دے دیتے ہیں اگرچہ مرض مہلک نہ ہو اور موت کا وقت بھی نہ آیا ہو پھر بھی کم از کم اس فکر و غم میں مدقوق (دق زدہ) تو ہو ہی جاتا ہے۔

چند آئینِ طب

- ارشادِ امام صادق علیہ السلام ہے کہ جبتک جسم بیماری کو برداشت کر سکے دوا کے استعمال سے پرہیز کرو۔

- ارشادِ امیر المومنین علیؑ ابنِ ابیطالب ہے کہ دوا تمہارے معدہ کے ساتھ وہ کرتی ہے جو ترشی زنگ زدہ پیتل کے ساتھ زنگ کو بھی گھس دیتی ہے۔ یعنی دوا معدہ کو بھی گھس دیتی ہے۔
- ارشادِ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام ہے کہ کوئی ایسی دوا نہیں جو کسی دوسری بیماری کو جسم میں نہ پیدا کر دیتی ہو۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جب تک شدید ضرورت نہ ہو دوا استعمال نہ کی جائے۔
- ارشادِ امام علی رضا علیہ السلام ہے کہ جب تک ممکن ہو طبیب سے رجوع نہ کرو کیونکہ معالجہ تن کی مثال تعمیرِ مکان کی سی ہے جہاں اس کو چھیڑا اور طول پکڑ گیا۔
- امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو معمولی شکایت پر طبیب سے رجوع کرتے ہیں اگر اس دوا سے وہ مر جائیں تو صحیح پیروانِ مذہب میں انکا شمار نہیں ہوتا۔

حفظِ سلامتی بدن

ارشادِ امام صادق علیہ السلام ہے کہ جس کی صحت بیماری سے نمایاں ہو پھر بھی اپنا وہ کسی دوا سے علاج کرے اور مر جائے۔ میں اس سے بیزار ہوں۔ گویا ایسے شخص نے اپنی ہلاکت میں آپ مدد کی ہے۔

زیادہ پانی پینے کی نقصان

(۱) ارشادِ امامؑ ـــــ کہ پانی کم پیو، زیادہ پانی ہر مرض کو قوت پہونچاتا ہے۔

(۲) سن رسیدہ، ضعیف، بوڑھوں کو ضروری ہے کہ سونے سے پہلے کچھ ضرور کھالیا کریں، اس سے خواب گوارہ اور تنفس خوشگوار ہوجاتا ہے۔

آدابِ غذا خوردن

(۱) بے اشتہا اور بے خواہش کوئی چیز کھانا حماقت اور نادانی ہے اور جب تک اشتہائے کامل نہ ہو غذا نہ کھاؤ۔

(۲) ہر مرض معدہ اور بدہضمی سے پیدا ہوتا ہے۔ مگر بخار کبھی کبھی خود بخود عارض ہوجاتا ہے۔

(۳) جب غذا کھاؤ تو حلال کو منتخب کرو، اور خدا کے نام سے شروع کرو۔ خدا کے برگزیدہ رسولؐ نے فرمایا کسی ظرف کا بھرنا اس قدر برا نہیں جس قدر ظرفِ شکم کا۔ لہٰذا کھاتے وقت ایک ثلث (تہائی) غذا کے واسطے۔ ایک ثلث (تہائی) پانی کے لئے۔ اور ایک ثلث (تہائی)

خالی سانس کے واسطے رکھو۔

راہِ رفتن بیمار

بیمار کو راہ چلنا اکثر کمزور کو دیتا ہے

اکثر زہریلی ہوائیں۔ غلبۂ صفرا یا سودا یا بلغم سے ہوتی ہیں۔ لہٰذا انسان کو ان طبائع کے غلبہ سے پہلے محتاط رہنا چاہیے۔ اور راحت میں نہایت سکون ہے ـــــ !!

دربارۂ خواب و آسائش

(۱) ارشادِ امامؑ ـــــ خواب باعثِ آسائشِ بدن ہے۔ گفتگو سبب آسائشِ روح، اور خاموشی وجہِ آسائشِ خرد ہے۔

(۲) جس میں اصلاحِ بدن ہو وہ داخلِ اسراف نہیں۔ اسراف کھانے پینے کی چیزوں میں حد سے تجاوز کرنے میں ہے۔

چار مفید باتیں

معالجہ کی چار قسمیں ہیں۔ فصد۔ روغن مالی۔ قے کرنا۔ حقنہ یعنی انیما۔

آدابِ حمّام

خالی معدہ حمّام میں مت جاؤ۔ اور شکم سیر ہو کر بھی حمّام میں نہ جاؤ۔

میانہ روی خوراک

اگر لوگ خوراک میں میانہ روی اختیار کریں تو کبھی بیمار نہ ہوں۔

پاکیزگی دستہا { اپنے ہاتھوں کو کھانے سے پہلے اور بعد دھونا چاہیئے، اِس سے تنگدستی برطرف اور عمر دراز ہوتی ہے۔ اور ہاتھوں کا نہ دھونا بیماری کا سبب ہے، بیماری ضعفِ بدن کا باعث ہے۔ ضعفِ بدن کوتاہیٔ عمر اور عدم حصول دولت کا باعث ہے۔

نزدیکیٔ با زناں { موسم سرما ہو یا موسم گرما، اوّل شب جبکہ شکم سیر ہو عورت (زوجہ) کے پاس نہ جاؤ اس سے مختلف درد اور دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں۔

طبابتِ روحی

جس طرح جسم انسانی بیمار ہوتا ہے اور محتاجِ علاج ہے اسیطرح روح بھی مائل بہ زوال ہوکر بیمار ہوتی ہے وہ بھی محتاجِ علاج ہے۔ تاکہ اس کو افعالِ رذیلہ اور خواہشاتِ حیوانی سے جو انسان کے لئے مہلک امراض ہیں، نکال کر اوصافِ حمیدہ اور اخلاق فاضلہ کی جانب مائل

کرکے اصلاح کی جائے۔ یہ مانا کہ دانشورانِ عالم نے بھی کچھ آئین اور ضوابط اصلاحِ نفوس اور آدابِ اخلاق کے مرتّب ضرور کئے ہیں۔ لیکن باوجود کوشش کامیابی کی منزل سے دوچار نہیں ہو سکے۔ کیونکہ یہ کام صرف دینی رہبر و رہنما ہی کا ہے۔ کہ وہ آدمی کو بداخلاق وجہالت کی پستیوں سے نکال کر فضیلت کی منزل تک پہونچائیں۔

ظاہر ہے کہ حقیقتِ روح اور جسم کو اس سے بہتر اور کون جان سکتا ہے جس نے روح اور جسم کو پیدا کیا ہے۔ لہٰذا اس نے جس کو روح اور جسم کا طبیب بنا کر اصلاحِ عالم کے لئے اپنی طرف سے بھیجا، وہی سب سے کامل اور حاذق طبیب ہے۔ انھیں ہستیوں نے صحّتِ نفوسِ بشری کو فضائلِ حمیدہ کی دعوت دی، چنانچہ آخری رسوُل اپنی تمام ذمّہ داریوں کے ساتھ صرف اسی کام کے لئے مبعوث ہوا قرآن نے پکار کر کہا، یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (سورہ الانفال آیت نمبر ۲۴۔) ترجمہ:۔ خدا اور اس کے رسوؐل کو جواب دو جب وہ حیات کی طرف بلائیں۔ (۲) یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ (سورہ یونس آیت ۵۷) ترجمہ:۔ یقیناً تمہارے خدا کی طرف سے نصیحت اور شفا آئی اسکے لئے جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے۔ (۳) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ (سورۂ الاسراء آیت نمبر ۸۲) ترجمہ:۔ ہم نے

قرآن میں وہ چیزیں جو رحمت اور شفا ہیں نازل کیں مومنین کے واسطے اور نہ پائیں گے ظالمین مگر خسارہ۔

پیغمبرِ اسلام

رسُولِ خدا نے فرمایا" نہیں مبعوث ہُوا میں مگر صرف اس لئے کہ مکارمِ اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہونچاؤں اور فضائلِ علمِ حکمت سے اِنسانیت کے تاریک سینوں کو منوّر کروں۔ چنانچہ آپ اپنی پوری زندگی تبلیغِ دین اور سلامتیِ روح و جسم میں مشغول رہے یہاں تک کہ عالمِ فانی سے عالمِ باقی کی طرف رحلت فرمائی اور صرف اِس لئے کہ دُنیائے اِنسانیت بے سرپرست اور بغیر مُصلح نہ رہ جائے۔ دو گراں چیزیں (قرآن اور عِترت) اپنے بعد گم گشتہ راہ کیلئے چھوڑیں، ایک قرآنِ صامت اور دوسری قرآنِ ناطق (عِترت) تاکہ تعلیمِ قرآن سے اگر کوئی انحراف کرے تو اُسکو راہِ مستقیم دِکھائیں۔

امام جعفرؑ صادق

آپؑ کا زمانہ اِنتہائی بدامنی و بدنظمی اور اختلافات کا دَور تھا، دُنیا طرح طرح کے عقائد میں مبتلا تھی ایسے ہولناک ہنگامے میں جہاں آواز بے سود ہو کسی مصلح اور مبلّغ کی طرف توجّہ نہ دی جائے۔ امام عالی مقام نے اپنے فرضِ امامت کو اس طرح انجام دیا۔ جیسے ایک طبیب حاذق بہ حکمِ خداوندی بیمار اِنسانیت کے جسم و جان کی سلامتی کے لئے اَنتھک کوشش فرماتا ہے۔

نمونہ طِبِّ رُوحی امام جعفرِ صادقؑ

ہم نہایت اختصار سے یہاں چند نمونہ امام عالیمقام علیہ السّلام کے طِبِّ روحانی پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ قارئین و ناظرین، امام کے سخنہائے روح پرور اور شفا بخش سے بھی مستفید ہو سکیں۔ تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

غضب

غضب ایک وہ حالت ہے جو متوقّع اور غیر متوقّع حالات کے پیش آنے پر برانگیختہ ہوتی ہے۔ اور جب وہ طبیعت پر مسلّط ہو جاتی ہے تو انسان کی عقل کو زائل کر دیتی ہے۔ اِنسان راہِ صواب سے منحرف ہو کر ہر بے ضابطگی کا مُرتکب ہو جاتا ہے۔

- غصّہ کے وقت خون جوش مارتا ہے اور تیزی سے قلب کیطرف مائل ہوتا ہے۔ اور وہاں سے رگوں میں منتقل ہو کر جسم پر ظاہر ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ چہرہ سُرخ اور گردن کی رگیں اُبھر جاتی ہیں۔ سینے میں پانی کی طرح جوشش زن ہوتا ہے۔ چہرہ کو بگاڑ دیتا ہے۔ اِنسان اپنے ہونٹ دانتوں کے نیچے دبا لیتا ہے۔ اور جسم کے تمام اعضاء متاثر ہوتے ہیں۔
- غضب، عقل کا سب سے بڑا اور سخت دُشمن ہے۔
- غضب، کے اہم ترین اسباب دو ہیں۔

(۱) وراثت (۲) بیماریاں۔

● خاندانی تربیت کے طریقے اور اساتذہ کی تعلیم کو بھی غضب کی آگ کو بھڑکانے میں بڑا دخل ہے۔

● تکبّر۔ خود بینی۔ مسرتِ بیجا۔ کثرتِ مزاح۔ مکر و حرصِ زر و مال و جاہ بھی وہ اخلاقِ کثیفہ ہیں، جو غضب کو اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اور خود غضب، متعدد بیماریوں کی تولید کا سبب ہے۔

● غضبناک آدمی میں پاگل کتّے کے خواص پیدا ہو جاتے ہیں اگر وہ حالتِ غضب میں کسی کے کاٹ لے تو اثرات سگِ گزیدہ کے جیسے ہوتے ہیں۔

● غضب وہ روحانی خطرناک بیماری ہے جو اوّل صاحبِ غضب کو اور پھر دوسروں کو سخت نقصان پہونچاتی ہے۔ صاحبِ غضب نادانستہ جرمہائے بزرگ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

● دنیا کے اطبّاء اس غضب کے مہلک مرض کے علاج سے عاجز رہے ہیں۔ لیکن خدا کا مقرّر کردہ طبیب پیغمبرِ اسلامؐ نے اس کا علاج یوں ارشاد فرمایا ہے۔

"اگر کوئی شخص اپنے اندر آثارِ غضب دیکھے تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔ بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔ اگر پھر بھی اثر رہے تو ٹھنڈے پانی سے وضو اور غسل کرلے، کیونکہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔"

ارشادِ امام ہے کہ ہر شر اور بلا کی کنجی (چابی) غضب ہے اور اگر کوئی بردبار نہیں، پھر بھی بردباری اور تحمّل کی کوشش کی جائے غضب

مردِ دانا کے دل کو ہلاک کر دیتا ہے۔ بردباری اسکا بہترین علاج ہے۔

دروغ (جھوٹ)

سب سے بڑی رکاوٹ فرائضِ انسانی کی ادائیگی میں دروغ ہے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی ہر دو لحاظ سے خطرناک تر ہے۔

● دروغ، دروغگو کے اندر ہر اخلاقِ رذیلہ پیدا کر دیتا ہے۔
(۱) معاملات میں آمیزش (۲) مکّاری اور دھوکہ بازی۔ (۳) خیانت اور ریاکاری (۴) وعدہ خلافی (۵) عہد شکنی، یہ سب دروغ کے آوردہ ہیں۔ دروغ بذاتِ خود ایک قبیح صفت ہے۔

● دروغگو معاشرہ میں ایک وہ عضوِ فاسد ہے جو خود کو بھی ہلاک کرتا ہے اور دوسروں کو بھی۔

● امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ کوئی بیماری دروغ سے زیادہ تکلیف دہ نہیں ہے۔

● جو زیادہ جھوٹ بولتا ہے اُس کی لوگوں کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رہتی، عزّت و آبرو برباد ہو جاتی ہے۔ اِس کے بالمقابل جس کی زبان راست گو ہوتی ہے اُسکا عمل بھی پاکیزہ ہوتا ہے۔

● خداوند عالم نے یارہ بلاؤں پر تالا (قفل) لگا دیا ہے جس کی کنجی (چابی) شراب ہے لیکن دروغگوئی، شراب خوری سے بھی بدتر ہے۔

● دروغگو کی صحبت سے بچو یہ تمہیں جب فائدہ پہونچانا چاہے گا تو صرف نقصان ہی پہونچائے گا، فائدہ کا محض نام ہوگا۔

● — دروغگو غیروں کو تمہارے نزدیک اور نزدیکیوں کو غیر بنا دیتا ہے۔

رشک وحسد

رشک، دوسروں کی دولت دیکھ کر رنجیدہ اور اُن کی دولت کے زوال کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔

● — حاسد ہمیشہ دوسروں کی دولت بہ حسرت دیکھتا اور دیکھ کر خود بہ خود جلتا ہے۔

● — حسد ایک وہ روحانی بیماری ہے جو بخل سے زیادہ شدید ہو۔ اس لئے کہ بخیل اپنی دولت دوسروں کو دینے میں بخل کرتا ہے۔ لیکن حاسد، دوسرے جب کسی اور دوسرے کو دیتے ہیں تو بھی ملول ہوتا ہے، اور چاہتا ہے کہ دولت دوسروں کے پاس نہ رہے چاہے مجھے ملے یا نہ ملے۔

ارشادِ رسولؐ

خدا کی نعمتوں کے بھی بہت سے دشمن ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ فرمایا، جو حسد کرتے ہیں ان لوگوں پر جن کو خدا نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ بیماری خباثتِ روح کی وجہ سے عارض ہوتی ہے، جب آدمی اس بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے اخلاقِ فاسد ہر جرم و گناہ کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔

● — ارشادِ امام ہے کہ حاسد ایک طرفۃ العین کے لئے بھی راحت نہیں دیکھتا — حاسد، عذابِ دائمی۔ ہمیشہ کی پریشانی۔ حسرت و ناامیدی لغزش و گنہگاری میں مبتلا اور ہمیشہ ناخوش رہتا ہے۔ اگرچہ بظاہر

صحت مند نظر آتا ہے۔

● — حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو۔

تکبّر یا بزرگ نمائی

غرور ایک وہ بیماری ہے جس کی وجہ سے آدمی اپنے کو بزرگ اور دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

● — تکبّر ایک وہ جاں فرسا بیماری ہے جس سے روح کمزور تر ہو جاتی ہے۔ اس بیماری کا مریض اپنی ناسمجھی کی وجہ سے خود کو عالم و فاضل، اور دوسروں کو جاہل سمجھنے لگتا ہے۔ اپنے عیوب اور دوسروں کے کمالات پر نظر نہیں کرتا۔ اس خطرناک بیماری کے اثرات یہ ہیں کہ آدمی کو رذائلِ اخلاق کے گہرے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔ کینہ و دشمنی، بدخواہی و سرکشی۔ پند و نصیحت سے انحراف، غرضیکہ ہر اخلاقِ حمیدہ سے دور ہو جاتا ہے۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں "تکبّر وہ کرتا ہے جو اپنے اندر ذلّت دیکھتا ہے۔ متکبّر ہر وقت مدح و ثنا کا محتاج رہتا ہے۔ کوئی بے وقوفی اور جہالت، تکبّر سے زیادہ نقصان دہ نہیں ہے۔ عاجزی اور انکساری اس کا علاج ہے۔

● — تین چیزیں دشمنی پیدا کرتی ہیں۔ خود پسندی۔ دو رُوئی اور ستم۔

حرص

کسی چیز کے حاصل کرنے اور طلب میں انتہائی کوشش کرنا حرص ہے۔ جب عقلِ انسانی پر قوتِ حیوانی غالب آجاتی ہے تو یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔

● حریص! گرفتارِ حرص کبھی فقیری سے رہائی اور نجات نہیں پاتا۔ جتنی حرص زیادہ ہوتی جاتی ہے اتنا ہی زیادہ فقیر ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے کہ فقیری احتیاج کا نام ہے۔ اور حریص سے زیادہ کوئی صاحبِ احتیاج نہیں۔

● حریص! خدا کی عطا کردہ روزی پر قناعت نہیں کرتا اور اُس کی تمام تر کوشش زیادہ مال و دولت میں صرف ہوتی ہے لہٰذا یہ صحیح ہے کہ حریص ہمیشہ فقیر ہے۔

● ارشادِ امام ہے کہ سب سے بڑا دولتمند اور غنی وہ ہے جس میں حرص نہ ہو ـــــ وہ شخص بے نیاز ہے جو خدا نے دیا ہے۔ اُس پر قناعت کرتا ہے۔

● حرص رنج و غم، مصائب و آلام کی کُنجی (چابی) ہے۔

● حرص انسان کو گناہ کی مشکلات میں پھنسا دیتی ہے۔

● حریص! چار چیزوں سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

قناعت - رضا بر تقدیر - یقین - سکون۔

وَعدہ خِلافی

وعدہ خلافی روح کو ضعیف، انسان کو ذلیل کر دیتی ہے۔ جس میں یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے، وہ سب کی نظر میں ساقِطُ الاعتبار ہو جاتا ہے۔

جو ممالک اِس بُری خصلت سے مشہور و معروف ہو جاتے ہیں اُنکی تمام تر ترقی کی راہیں مسدود اور دیگر ممالک سے تعلّقات و روابط منقطع ہو جاتے ہیں۔ باہمی تجارت در آمد بر آمد کو سخت نقصان پہونچتا ہے اور

اعتبارِ باہمی جو ایک قیمتی صفت ہے زائل ہو جاتا ہے۔

● یہ بیماری اکثر ذلیل النّفس اور کمینوں کو ہوتی ہے جس کی دوا سوائے اطبّاءِ روحانی کی پند و نصائح کے کسی طبیب کے پاس نہیں۔

● امام جعفرِ صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں جو خدا و آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ وعدہ وفا ہوتا ہے۔

تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سے ایک بھی اگر کسی آدمی میں پائی جائے، سمجھ لو کہ وہ منافق ہے اگرچہ روزہ، نماز کا کیوں نہ پابند ہو۔

(۱) دروغگوئی (۲) وعدہ خلافی (۳) بد دیانتی۔

جنگ و جدال

بحث و مُباحثہ۔ حجّت و تکرار، مہلک ترین صفات میں سے ہیں۔ جب خواہشِ نفسانی غالب آجاتی ہے تو وہ دوسروں کے اُفعال و اَقوال پر اعتراضات کیا کرتا ہے اور ہر ایک بات کو حقیر اور کمتر خیال کرتا ہے۔ یہ ایک وہ بڑی خطرناک بیماری ہے جس کا ادنیٰ ترین ضرر یہ ہے کہ دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔

● ارشادِ امام ہے کہ مومن وہ ہے جو دشمنوں سے بھی تواضع و مدارات سے پیش آئے کسی سے مخالفت پیدا نہ کرے۔

● تین چیزیں داخلِ جہالت ہیں۔ (۱) جدال (۲) تکبّر (۳) جہل۔

● سات آدمی وہ ہیں جو اپنے نیک اعمال کو تباہ کر لیتے ہیں۔ اور ساتواں شخص وہ ہے جو اپنے برادرِ دینی سے جنگ کرکے اس کو اپنا دشمن بنا لیتا ہے۔

جنگ و مُباحثہ اگر صرف خود نمائی کیلئے ہو تو بدترین صفت ہے مگر اثباتِ حق کے واسطے صفتِ محمود ہے۔ اگر اثباتِ حق کیلئے مخالف سے بہ طریقِ احسن بحث و مُباحثہ کیا جائے کہ باہم دشمنی پیدا نہ ہو تو خود خدائے عظیم اپنے رسُول کریم سے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ (سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲۵) ترجمہ:۔ دشمن سے بہ طریقِ احسن مجادلہ کرو۔

اصل کتاب (طِبّ الصّادق) میں مؤلف کتاب نے اپنی جانب سے بعض گیاہ، برگ و بار کے خواص اور طریقِ علاج کا اضافہ کیا ہے۔ ہم بہ نظرِ اختصار اس تفصیل سے صرف نظر کر کے صرف طِبّ جسمانی اور طِبّ روحانی۔ فرمودہ امام عالیمقام علیہ السّلام پر اکتفا کر کے اس مقدّس کتاب کو ختم کرتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِہِ الْعَظِیْمِ

(تمت بالخیر)

بہ تحریر خود سید محمد حسن عسکری زیدی خادم ایرانیانی